کراماتِ پیرِ سیال

مع مختصر حالات زندگی خواجگان آستانہ عالیہ
سیال شریف

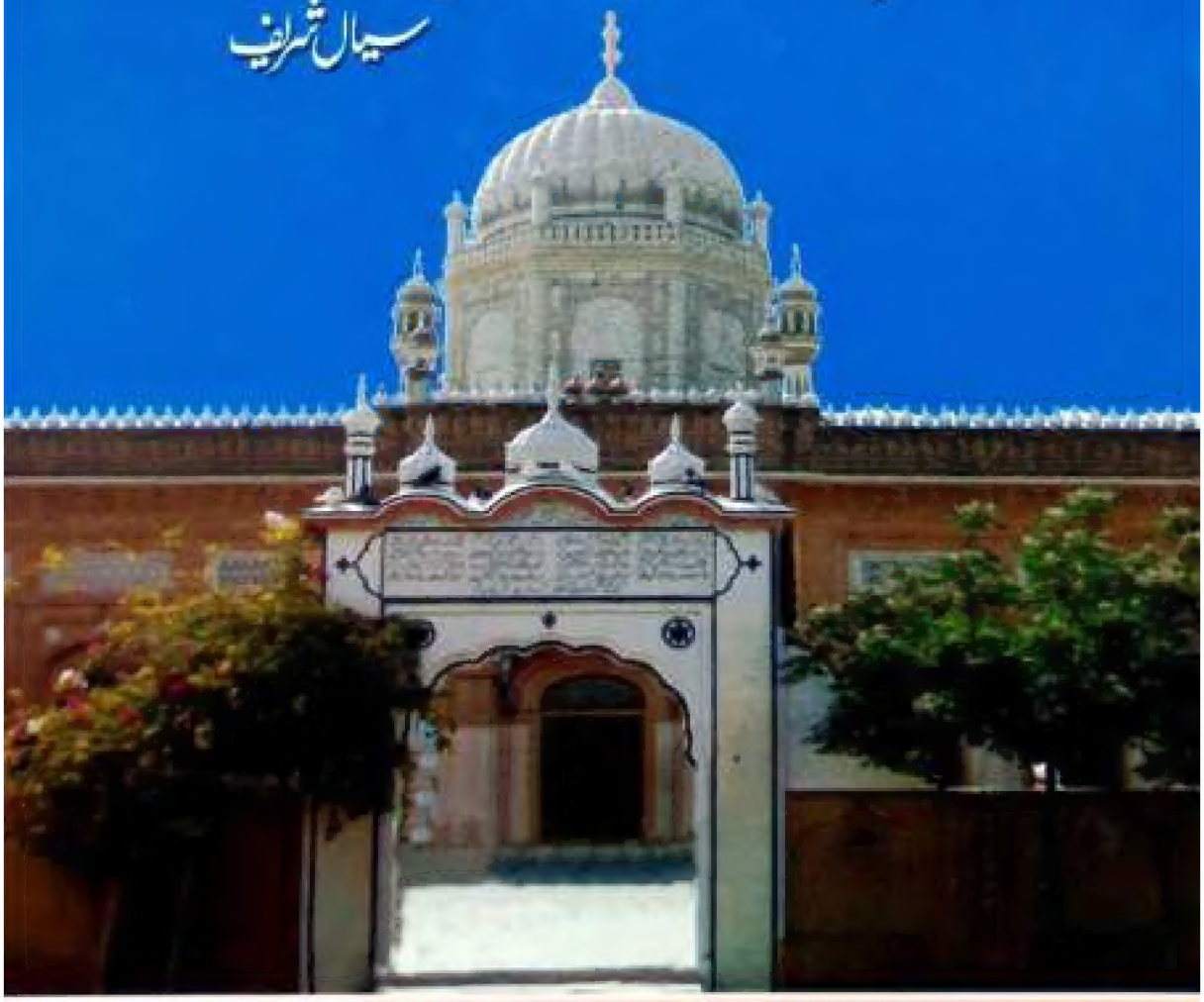

تالیف: محمد رحمت اللہ سیالوی

مدنی اسلامک سیل سنٹر

Scanned with CamScanner

(جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں)

نام کتاب	.....	کراماتِ پیر سیال رحمۃ اللہ علیہ
		مع مختصر حالات زندگی خواجگان آستانہ عالیہ سیال شریف
تالیف	.....	محمد رحمت اللہ سیالوی
کمپوزنگ	.....	فخر عباس اعوان، محمد عمیر سیالوی
فنی معاونت	.....	حافظ محمد انصار
نگران طباعت	.....	حافظ محمد کاشف جمیل
اشاعت اوّل	.....	جون 2015ء
اشاعت دوم	.....	اپریل 2018ء
تعداد	.....	1000
قیمت	.....	150 روپے

ملنے کے پتے

مدنی اسلامک سنٹر

سیٹھی پلازہ اسلحہ والی گلی سرگودھا

Scanned with CamScanner

الاھداء

جو شہرت کے کمال پر بھی اپنے قبیلہ علماء وصوفیاء کا ہمیشہ نہ صرف خیر خواہ رہا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کا حق ادا کیا۔
جن کی جرأت وحق گوئی نے علماء ومشائخ اہلسنت کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ اور جن کی زندگی بھی حسین اور موت بھی قابل رشک۔
اللہ کریم اپنے محبوب ﷺ کے اس عظیم عاشق اور ناموسِ رسالت کے محافظ پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

خاکپائے محافظین ناموسِ رسالت

محمد رحمت اللہ سیالوی

Scanned with CamScanner

الانتساب

دھوپ محشر کی وہ جاں سوز قیامت ہے مگر
مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلا تیرا

خاکپائے پیر سیال لجپال

محمد رحمت اللہ سیالوی

Scanned with CamScanner

حسنِ ترتیب

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	الاہداء	3
2	الانتساب	4
3	تمہید	8
4	پیش لفظ (حضرت مولانا محمد نصر اللہ سیالوی)	11
5	مختصر حالات زندگی حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ	16
6	کرامات خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ	19
7	ظالم بھیڑیوں سے نجات	19
8	پھانسی سے رہائی	22
9	تیرے حال کی خبر	27
10	بیمار کو تسکین تیرے نام سے	30
11	خدا کی رضا چاہو	33
12	ایمان بچالیا	37
13	برکت ڈال دی	42
14	جسے چاہا اسے بلالیا	45
15	سگ مارے نہیں جاتے	49

Scanned with CamScanner

16	روتا کیوں ہے؟	52
17	مختصر حالات زندگی حضرت خواجہ محمد دین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ	55
18	کرامات حضرت خواجہ محمد دین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ	57
19	خیریت سے پار اتر گئے	57
20	پیرزادے کا ادب	59
21	قیامت کے دن پہچان لوں گا	61
22	جنتی ہونا چاہیے	63
23	وفات کے بعد علاج	66
24	جو مرضی ہے مانگ لو	68
25	تم کامیاب ہو گے	69
26	الہامی ختم ہے	72
27	آنکھ مبارک کا بند ہونا	73
28	لاحل معاملہ حل کر دیا	75
29	مختصر حالات زندگی حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ	78
30	کرامات حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ	80
31	وفات کے بعد جہاد	80
32	اپنے دوست کا ہے	82
33	ایک لمحے میں نواز دیا	83

Scanned with CamScanner

34	میکوں من عشق داڈیو	85
35	وہ گالیاں دیتی آپ دعائیں دیتے	87
36	تم ہی خیال کرو	89
37	زندگی میں نماز باجماعت	90
38	ایمان کا سودا نہ کیا	93
39	نقصان نہیں کرے گا	95
40	ہم نے کربلا میں پیا ہے	97
41	مختصر حالات زندگی حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ	101
42	کرامات خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ	103
43	رحمت دو عالم ﷺ کی نگاہ عنایت	103
44	ہینڈ بریک ضرور لگایا کرو	106
45	اللہ تعالیٰ اور پیر سیال کے سپرد	108
46	روتا ہوا ہنس پڑا	110
47	سفارش کرنے آرہے ہیں	113
48	اللہ نے اونجا کیا رتبہ تیرا	116
49	تیری نگاہ کی بات ہے	119
50	دنیا کے کتے کے آگے ڈالنا	121
51	مریدوں کو سنبھالنا	122
52	ایک دوسرے سے راضی ہیں	124

Scanned with CamScanner

تمہید

گرمیوں کی دھوپ میں چیونٹی سردیوں کا ذخیرہ کرتی ہے ۔ تاکہ بافراغت رہے ایسا ہی معاملہ ناچیز کا ہے ۔ گہری اندھیروں راتوں کا چراغ اور مفلسی کا سامان چند سطریں ہیں ۔ ورنہ کہاں وہ رعنائیوں کا رنگ، سعادت کا پیکر ہمایوں، خیرات و برکات کا مجسمہ، حسن و جمال کی نعمت ارزانی جس کے سامنے چاندنی ان کی طلعت زیبا کو دیکھ کر کم ہو جائے، شگفتہ پھول رخساروں کی رنگت جن کے آگے شرمسار ہوں ۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ تخلیق کے جلوؤں میں مستغرق خوش نصیب محبت کے جام لبالب بھرتے ہیں ۔ مقدس ہستیوں کے دل آویز انوار سے دل و جان معطر کرتے ہیں ۔ پیر سیال لجپال کے جہاں قدم لگتے ہیں تو گلشن پہ بہار آجاتی ہے ۔ عید کا سامان بن جاتا ہے نبض زندگی کو جولانیاں نصیب ہوتی ہیں ۔ رحمت کے جھونکے دلوں کے غنچوں کو پھول بنا دیتے ہیں ۔ صالحین کی کرامات حق ہیں ۔ احادیث کی کتابوں میں صحابہ اور صحابیات کے تذکرے موجود ہیں ۔

شرح عقائد میں ہے کرامات الاولیاء حق و الولی ھو المعارف باللہ تعالیٰ و صفاتہ حسب مایمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانھماک فی اللذات و الشھوات و کرامتہ ظھور امر خارق ترجمہ: اولیاء کی کرامات حق ہیں اور ولی وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی اور اس کی صفات کی جس قدر ممکن ہو معرفت ہو ۔ جو عبادات کا پابند ہو ۔ معاصی سے اجتناب کرنے والا ہو ۔ لذات اور شہوات میں انہماک سے کنارہ کش ہو ۔ اور اس کی کرامت اس کی طرف سے خارق عادت امر

Scanned with CamScanner

کا ظاہر ہونا ہے۔ اولیاء کرام سے ظاہر ہونے والی کرامتوں کی تعداد سو سے بھی زائد ہے۔ جس کو بزرگوں نے اپنی تصانیف کے اندر بیان کیا ہے۔ لہٰذا گلشن پیر سیال لجپال میں بھی ایسی کئی کرامات کا ظہور ہوا جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں سے تلك عشرة كاملة کے تحت خوشہ چینی کی تا کہ الفاظ آسان ہوں اور حضور پیر سیال لجپال کے درخشاں پہلوؤں پر روشنی پڑ جائے اور ایک مرید صادق ان پر چل کر اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبوب کریم ﷺ کی نگاہ عنایت حاصل کر سکے بعض اوقات لکھتے ہوئے اکثر تصور پیر سیال لجپال میں پلکوں پر قطراتِ نمودار ہو جاتے تھے۔ جس کی وجہ سے عبارات مشکل ہو جاتی تھیں۔ لیکن پھر بھی یہ کوشش عام پڑھے لکھے مریدوں کے لیے ہے۔ اگرچہ مردان خدا کے اخلاق سے حصہ نہ بھی پا سکیں۔ مگر صالحین کے ذکر کے وقت رحمت کا اترنا ثابت ہے۔ ان کے صدقے خالق و مالک کرم فرمائے گا۔ بس میں تو یہی کہوں گا۔ ''اے میرے غیور لجپال تجھ اپنی غیرت کا واسطہ دی کر جو تیری شان کے قابل ہے۔ میرے زخمی جگر اور گھائل دل جو دنیاوی محبت سے زخمی ہے خدارا اپنے قدموں کی خاک کا مرہم عطا کر بدن کمزور، دل کاہل، سینہ حسد سے بھرا، شامت اعمال اور طلب صندل کھگل ہے۔ خدا تعالیٰ معطی مقتدر، غفار کی عطائیں بے شمار ہیں، نبی قاسم ﷺ کی بے پایاں عنایات کا سایہ ہے۔ جو تجھ سے کینہ و حسد رکھے عبث دل میں غل رکھ کر خود اسے لڑائی لیتا ہے۔

گو نیست جمال و رنگ و بویم
آخر نہ گیاں باغ اویم

اگرچہ نہیں ہے مجھ میں حسن و جمال اور خوشبو لیکن کیا میں اسی کے باغ کی گھاس نہیں۔

عقیدہ: کرامات اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔

Scanned with CamScanner

عقیدہ: طریقت شریعت کے خلاف نہیں وہ شریعت کا باطنی حصہ ہے بعض جاہل صوفی جو یہ کہہ دیتے ہیں طریقت اور ہے شریعت اور صرف گمراہی ہے اس بری سوچ کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر و الحاد۔ بعض ناصح دوست کہتے ہیں کہ تم سنیوں کے پاس یہ کرامتیں ہیں جو لوگوں کو سنا سنا کر بے عملی پیدا کر رہے ہو۔ مرید سمجھتے ہیں کہ ہم بخشے بخشائے ہیں کوئی نماز، روزہ اور شریعت کی پابندی ضروری نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی شیخ و پیر نے ایسا درس نہیں دیا اور نہ دے سکتا ہے۔ اگر کوئی پیر ایسے کہتا ہے یا مرید خود کو سمجھتا ہے تو دونوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ یہ گمراہی ہے۔ رسوائی ہے۔ بدبختی ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ نے ایسا حکم دیا نہ انبیاء نے۔ نہ صحابہ نے اور نہ آج تک علمائے حق نے۔ باقی مغفرت و بخشش خدا کے کرم و فضل سے ہونا ہے چاہے تو کتوں کو جنت میں ڈال دے چاہے تو سالوں کی عبادت رائیگاں جانے دے۔ مگر میرے بھائی سچا مرید قولاً اور فعلاً اپنے پیر کی اقتدا کرتا ہے۔

بر مرید صادق صاحب تمیز
ہست ذکر سیرت پیراں عزیز
کر پیراں تاز ذہ ایمانش کند
قصہ شاں جلوہ بر جانش کند

تمیز والے مرید صادق کو اپنے پیروں کی سیرت کا ذکر بڑا عزیز ہوتا ہے۔ پیر کا ذکر ان کے ایمان کو تازہ کرتا ہے اور ان کے واقعات اس کے ایمان پر تجلی ڈالتے ہیں۔

محمد رحمت اللہ سیالوی

Scanned with CamScanner

پیش لفظ

حضرت مولانا محمد نصر اللہ سیالوی

صدر مدرس دار العلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف

رب ذوالجلال نے انسانیت کی رشد وہدایت کیلئے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ اس سلسلے کو آدم علیہ السلام سے شروع فرما کر خاتمیت کی مہر سرکار دو جہاں ﷺ پر ثبت فرمائی۔ ارشاد فرمایا: ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبین. پھر امام الانبیاء ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے خود وضاحت فرمادی انا خاتم النبین لا نبی بعدی۔ انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالی کے ایسے مقرب اور برگزیدہ لوگ تھے کہ ان کے قول و فعل میں کسی قسم کا تضاد نہ تھا۔ ان کی گفتار اور کردار امر ربی کے تابع تھا، ان لوگوں نے بھٹکتی ہوئی انسانیت کو جہالت و گمراہی اور کفر وشرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر ہدایت اور اجالے کی منزلوں سے روشناس فرمایا۔ انسان کو خشیت الٰہی اور قرب خداوندی کا سامان مہیا کیا۔ ان حضرات کے بعد اس تسلسل کو تا قیامت جاری کرنے اور گم گشتہ انسانیت کو راہ ہدایت پر استوار اور قائم رکھنے کے لیے جہاں قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کی ضرورت ہے وہاں ہیئت انسانی میں ایسے نفوس قدسیہ کی اشد ضرورت تھی جو اپنے قول وعمل سے ہر زمانے اور ہر علاقے میں لوگوں کو جادۂ حق کی طرف عملی راہنمائی کر سکیں۔ چنانچہ پروردگار عالم

Scanned with CamScanner

نے جہاں نبوت کا دروازہ بند کر دیا وہاں فیضان نبوت اس امت کے علماء و اولیاء کرام کی ذوات میں موجزن فرما کر پوری کائنات میں عام کر دیا۔ اسی وجہ سے آج چار دانگ عالم میں توحید و رسالت کے ڈنکے بج رہے ہیں۔

اس حقیقت سے آج تک کسی کو انکار کی جرأت نہیں ہو سکی کہ برصغیر پاک و ہند میں اشاعت و تبلیغ دین کا عظیم الشان کام ہمیشہ صوفیاء اسلام کے مبارک ہاتھوں انجام پاتا رہا اور بلاشبہ پاکستان انہی بزرگوں کی تبلیغی اور روحانی کوششوں کا ایک حسین ثمر ہے۔ اس خطے میں اگرچہ مختلف سلسلہ ہائے طریقت کے بزرگان دین کی خدمات قابل ستائش ہیں مگر جو نتائج سلسلہ چشتیہ کی تبلیغ سے آئے وہ کسی اور سلسلے سے رونما نہ ہو سکے۔ اسی سلسلہ کی عظیم خانقاہیں جہاں بیٹھ کر مبلغین اور مشائخ نے تبلیغ اسلام کے فرائض منصبی ادا کیے، انہی میں اجمیر شریف، مہار شریف، تونسہ شریف اور سیال شریف کا شمار ہوتا ہے آخرالذکر خانقاہ سیال شریف جس کی ابتدا حضرت خواجہ شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی، علم و عرفان اور روحانیت کا وہ مرکز ہے جس کی نورانی کرنوں سے زمانہ فیض یاب ہو رہا ہے اور اس عظیم خانقاہ کے جملہ مشائخ وہ درخشندہ ستارے ہیں جو افق ولایت پر پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہے ہیں۔ ان حضرات کی قوم و ملت، دین و مذہب کے لیے ملی، مذہبی، دینی، روحانی خدمات جلیلہ اور مساعی جمیلہ کا ایک زمانہ معترف ہے جو تاریخ کا حصہ بن کر آنے والی نسلوں کیلئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتیں ہیں۔ ہر دور میں اہل قلم نے ان مشائخ کرام کی مجاہدانہ زندگی کے حالات و واقعات اور سنہری خدمات، حیرت انگیز کمالات جو کہ نسل نو کیلئے سرمایہ حیات ہیں، زینت قرطاس بنایا جو اب بقاعدہ تصنیفات کی شکل میں منصۂ شہود پر موجود ہیں زیر نظر رسالہ بعنوان ''کرامات پیر سیال'' مع مختصر حالات زندگی خواجگان آستانہ عالیہ سیال شریف اسی

Scanned with CamScanner

سلسلے کی ایک کڑی ہے۔۔۔۔۔۔

کرامت کا تعلق افعال خارقہ (خلاف عادت کاموں) سے ہے متکلمین نے چھ اقسام بیان فرمائی ہیں۔(۱) ارہاص (۲) معجزہ (۳) کرامت (۴) معونت (۵) استدراج (۶) اہانت۔۔۔۔دعویٰ نبوت سے پہلے نبی سے جو خرق عادت فعل ظاہر ہو اسے ارہاص کہتے ہیں اور دعویٰ نبوت کے بعد اسے معجزہ کہا جاتا ہے اور اگر مسلمان صالح سے خرق عادت کا ظہور ہو تو کرامت کہتے ہیں۔عام مسلمانوں سے خرق عادت کا ظہور معونت کہلاتا ہے اور کافر سے خرق عادت کا ظہور ہو تو اسے استدراج ہے اور کافر مدعی نبوت سے خرق عادت ظاہر ہو اور وہ امر خارق اسکے دعویٰ کے مخالف ہو تو اسے اہانت کہا جاتا ہے۔

کرامات جمع ہے کرامت کی جس کا معنیٰ تعظیم اور احترام ہے۔اس کے تحقق اور عدم تحقق کے لیے علامہ سعدالدین تفتازانی کے یہ الفاظ اہل ذوق کی تسلی کو کافی ہیں:والکرامة ظهور امر خارق للعادة من قبله بلا دعوىٰ النبوة و هي جائزة ولو بقصد الولي و من جنس المعجزات لشمول قدرة الله تعالى و واقعته كقصته مريم و آصف و اصحاب كهف و ما تواتر جنسه من الصحابته والتابعين و كثير من الصالحين۔ترجمہ:جو کام عام لوگوں کی طاقت اور عادت کے خلاف ہو اس کا اللہ کے ولی سے بغیر دعویٰ نبوت کے ظہور ہو اسے کرامت کہتے ہیں کرامت جائز ہے خواہ یہ ولی کے قصد اور اختیار سے ہو اور جنس معجزات سے ہو کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کی قدرت شامل ہے اور کرامت (حقیقتاً) واقع بھی ہے جیسا کہ حضرت مریم،حضرت آصف بن برخیا اور اصحاب کہف کے واقعات سے ظاہر ہے اور صحابہ کرام،تابعین عظام اور کثرت صالحین سے تواتر سے کرامت کا ظہور ہے۔(شرح المقاصد جلد۲)

Scanned with CamScanner

خلاصۃ المرام معتزلہ کرامات اولیاء کے منکر ہیں اہل سنت کا مذہب یہ ہے اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں (شرح عقائد) جو دین متین کی حقانیت اور اس کے منسوخ نہ ہونے کی دلیل ہے۔ ایک مومن مسلمان کیلئے اس کا ماننا عین اسلام ہے اور انکار بے دینی اور گمراہی ہے۔ خواہ ان کرامات کا تعلق اولیاء اللہ کی دنیاوی ظاہری زندگی سے ہو یا بعد از وصال صادر ہوں۔ چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی لکھتے ہیں کہ "بعض اولیاء اللہ سے بعد انتقال کے بھی تصرفات اور خوارق سرزد ہوتے ہیں اور یہ امر معناً حد تواتر تک پہنچ گیا ہے۔" (الحب ص ۱۷)

نیز دیو بندی حضرات کے پیشوا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

"تصرفات و کرامات اولیاء اللہ بعد ممات بحال خود باقی مے ماند بلکہ در ولایت بعد موت ترقی مے شود۔"

اولیاء اللہ کے تصرفات اور کرامات مرنے کے بعد بھی اسی طرح اپنے حال پر باقی رہتی ہیں بلکہ موت کے بعد ولایت میں (مزید) ترقی ہو جاتی ہے۔ کرامات کا تحقق خوارق عادت کی تمام اقسام کو شامل ہے حق یہ ہے کہ جو چیز نبی کا معجزہ بن سکتی ہے وہ ولی کی کرامت بن سکتی ہے سوا اس معجزہ کے جو دلیل نبوت ہو جیسے وحی اور آیات قرآنی۔۔ لیکن ولی پر ولایت اور کرامت کا اظہار ضروری نہیں بلکہ اخفاء مناسب ہے جبکہ نبی پر نبوت اور دلیل نبوت (معجزہ) کا اظہار ضروری ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آستانہ عالیہ سیال شریف کے خواجگان الاستقامۃ فوق الکرامۃ کے قائل تھے اور کرامت کے اظہار کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ حالانکہ ان ذاتوں کا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا اور پینا کوئی بھی عمل کرامت سے خالی نہ تھا۔ کیونکہ کسی ولی کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ سنت مصطفیٰ ﷺ کا پابند ہو اور ان نفوس

Scanned with CamScanner

قدسیہ میں یہ بات بدرجہ اتم موجود تھی۔اسی گلستان کرامات پیر سیال سے عاشقان کے مشام جاں کو معطر کرنے کے لیے چند مہکتے پھولوں کو اس گلدستے میں سجانے کی سعادت حاصل کی برادر محمد رحمت اللہ سیالوی زید مجدہ نے۔اور مزید اسی خوشبو کو بکھیرنے کے لیئے تبصرہ کرتے ہوئے چند فوائد اور نکات اور کچھ نصیحت آموز باتیں ذکر کیں جو مرتب موصوف کی طرف سے اپنے شیخ کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے، وہاں متعلقین آستانہ عالیہ اور مریدین پیر سیال لجپال کے لیے اپنے آپ کو اپنے شیخ کے رنگ میں رنگنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔موصوف ابھرتے ہوئے نوجوان قلمکار ہیں جو دل میں یہ ننھی سی تمنا رکھتے ہیں۔

بر قدر خویش کوشیدن
بہ ز بے کاری و خموشیدن

اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرنا بے کار اور خاموش رہنے سے بہتر ہے۔اللہ تعالیٰ اس کاوش کو ان کے لیے باعث برکات اور ذریعہ نجات بنائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین ﷺ

محمد نصر اللہ سیالوی
(۳۔۶۔۲۰۱۵)

Scanned with CamScanner

مختصر حالات زندگی

حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ

قدوۃ العاشقین حضرت خواجہ محمد شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت (۱۲۱۴ھ۔۱۷۹۹ء) میں ہوئی اور ۸۶ سال کی عمر میں (۱۳۰۰ھ۔ ۱۸۸۲ء) میں وصال فرمایا۔ یہ دور امت مسلمہ کیلئے انتہائی جانکاہ اور صبر آزما تھا جس قوم نے تعداد کی قلت کے باوجود اپنی جرأت و بے باکی، سیاسی بصیرت، عملی برتری، اخلاقی بلندی اور قوت ایمانی کے باعث ہندوستان پر آٹھ سو سال حکومت کی تھی، آج وہ حوادث دہر سے خوف زدہ اور ہراساں تھی۔ عیش کوشی، سہل انگاری، جاہ طلبی اور سیم و زر کی محبت نے انھیں ناکارہ کر کے رکھ دیا تھا، اسلام دشمن طاقتیں اسلام کے ان قلعوں کو آسانی کے ساتھ مسمار کرتے ہوئے آسانی کے ساتھ بڑھ رہی تھیں۔ دہلی پر صلیبی پرچم لہرانے لگا۔ پنجاب سکھوں کے قبضے میں آ گیا۔ دنیاءِ اسلام کے بطل جلیل سلطان ٹیپو جام شہادت نوش کر چکے تھے۔

ایسے کرب ناک اور مایوسی کے حالات میں رحمت الٰہی نے گھپ اندھیروں کا سینہ چاک کر کے سیال کی چھوٹی سی بستی میں حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو پیدا فرمایا۔ آپ کے آباؤ اجداد پشت ہا پشت سے دنیاوی وجاہت اور علم دونوں میں ممتاز تھے۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت شیر کرم علی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ کے ایک شہباز لا مکانی حضرت موسیٰ پاک

Scanned with CamScanner

شہید ملتانی قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی میاں محمد یار ابن میاں محمد شریف ابن میاں برخوار دار ابن میاں تاج محمود ابن میاں شیر کرم علی علیہم الرحمۃ ہے۔آپ کا سلسلہ نسب پچاس واسطوں سے حضرت عباس علمدار شہید رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

آپ ظاہری جمال میں بھی فرید روزگار تھے۔چمکتا ہوا چہرہ،نرگسی آنکھیں، خمدار ابرو،خوبصورت ناک ،کشادہ پیشانی،گلاب کی پتیوں کو شرما دینے والے ہونٹ اور اس پر جمال ربانی کا پرتو دل کو دیکھے بغیر قرار نہ تھا اور آنکھ کو یارائے دیدار نہ تھا۔

سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا، فارسی کی کتابیں پنڈی گھیپ کے ایک گاؤں میکی ڈھوک کے مدرسہ میں پڑھی۔۱۳ سال مکھڈ شریف میں حضرت مولانا محمد علی مکھڈی علیہ الرحمۃ کے ہاں زانوئے تلمذ تہہ کیے۔کامل میں مایہ ناز عالم دین حضرت مولانا حافظ دراز صاحب کے درس سے استفادہ کیا۔ہدایہ شریف وہاں پڑھی اور حدیث شریف کی سند بھی آپ نے حاصل کی۔

جب مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ شیخ کامل کی تلاش میں حضرت پیر پٹھان قبلہ عالمیان شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے در اقدس میں پہنچے تو یہ تلمیذ ارشد بھی ساتھ تھا۔موقعہ ملتے ہی بارگاہ ناز میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے سرفراز ہوئے۔شیخ کامل نے مرید صادق کو کیا کچھ عطا فرمایا یہ عاشق معشوق کے رموز ہیں۔کافی عرصہ اپنے شیخ کامل کی بارگاہ میں حاضر رہ کر خلافت سے کامیاب ہو کر گھر واپس لوٹے۔پھر کیا تھا دور دراز سے تشنگان معرفت کشکول تھامے اعلیٰ حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں گدائے بے نوا بن کر حاضر ہوئے۔

Scanned with CamScanner

آپ کی کرامات کا سلسلہ لا متناہی ہے بلکہ آپ کا وجود مسعود سراپا کرامت تھا۔آپ کی نشست و برخاست ، گفتار و کردار میں دلوں کو لوٹ لینے والا بانکپن تھا اس کے باوجود آپ انتہائی ضبط سے کام لیتے تھے اور کرامات کے اظہار کو ناپسند فرماتے۔ آپ نے نورانی کرنوں اور وجدانی شعاعوں سے مردہ دلوں کو حیات بخشی ۔معقول و منقول کے یکتائے روزگار علماء آپ کے نیازمندوں کی صف میں بصد ادب و احترام سر جھکانے میں سعادت تصور کرتے۔

آپ کے ریزہ خواروں میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت مولانا معظم الدین مرولوی، حضرت پیر حیدر علی شاہ جلال پوری، حضرت مولانا عبدالجلیل قریشی، مولانا قاضی میاں احمد نوشہروی اور دیگر بے شمار متلاشیان حق اور طالبان معرفت نظر آتے ہیں رحمتہ اللہ علیہم۔حضرت اعلیٰ کے فیض یافتگان کا شمار کہاں؟ آپ نے جن خوش بخت اور بیدار نصیب حضرات کو بادہ سرمدی سے سرشار کر کے خلافت بخشی ان کا شمار بھی ممکن نہیں۔جلال پور، گولڑہ، خواجہ آباد، مرولہ، بھیرہ، لاہور، ڈیرہ غازی خان میں چشتی خانوادوں کی جو خانقاہیں دین کی عظیم تر خدمات سرانجام دے رہی ہیں یہ سب اسی مرشد کامل کی نگاہ کرم کا فیض ہے۔

پچاس سال یہ شمس منیر مطلع رشد و ہدایت پر نور افشانی کرتا رہا۔جمعہ کے دن ۲۴ صفر آپ نے دست مبارک میں تسبیح لے کر چند بار درود شریف پڑھا پھر ذکر پاک انفاس میں مشغول ہو گئے حاضرین کی طرف محبت بھری اور الوداعی نگاہوں سے دیکھا اور قبلہ رو ہو کر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔

☆☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

کرامات

خواجہ خواجگان غوث الاعظم

حضرت محمد شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ

ظالم بھیڑیوں سے نجات

مولوی محمد نصیر الدین چاچڑ شریف رحمتہ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا کہ میاں مراد بخش ساکن مانگوال جو شمس دوراں کا غلام تھا۔ ایک دن اس نے اپنی سرگزشت کو یوں زبان سے یوں بیان کیا کہ میں ایک دفعہ سلطان الھند خواجہ معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے دربار کو جا رہا تھا راستہ میں ایک خوفناک ویران مقام آیا جہاں جنگلی درندے مسافروں کو جانی نقصان پہنچاتے تھے۔ ایک شہر کے لوگوں نے مجھے کہا کہ فلاں درخت کے آگے دو راستے جاتے ہیں، ان میں سے مشرقی راستہ اگرچہ سیدھا اور ہموار ہے مگر اس پر چلنا مشکل ہے۔ چار خونخوار بھیڑیے رات دن وہاں پھرتے ہیں اور مسافروں کو پھاڑ کھاتے ہیں۔ اس لیے مغربی راستہ اگرچہ سیدھا نہیں لیکن مسافروں کے لیے بہت بہتر ہے اس پر جائیں مگر میں نے ان کے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا۔ اور اسی مشرقی سیدھے راستے پر روانہ ہو گیا آگے دیکھا تو چار بھیڑیے دوڑتے ہوئے آگئے اور مجھ بے سروسامان کو گھیر لیا۔

اس وقت میرے پاس نہ کوئی ہتھیار تھا اور نہ کوئی اوزار تھا جس سے ان

Scanned with CamScanner

کو ڈراتا اور ان کے حملوں سے جان بچاتا۔ آخر مجبور ہو کر ایک درخت کی شاخ پر چڑھ گیا اور وہ چاروں بھیڑیے میرے انتظار میں کھڑے ہو گئے، تھوڑی دیر کے بعد ایک اور بھیڑیا بوڑھا مکار آ گیا اس نے ان کو درخت کھودنے کا ایک طریقہ سکھایا۔ تب وہ سب کھودائی کرنے لگے اور جڑوں کو توڑ توڑ کر زمین سے نکالنے لگے وہ سارا دن یہی کرتے رہے۔ جب شام کا اندھیرا ہوا تو درخت کی صرف ایک جڑ رہ گئی اس وقت خوف سے میرے ہوش وحواس جاتے رہے اور زندگی کی امید ختم ہوتی دیکھائی دینے لگی۔ بے قرار اور لاچار ہو کر پریشانی میں رو کر شمس دوراں یعنی خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کا نام پکارا اور بلند آواز سے نعرہ مارا۔ دیکھا تو چار سوار نورانی سبز کپڑوں میں بڑے جوش سے نیزہ تانے ہوئے گھوڑے دوڑاتے میرے پاس آئے اور انہوں نے ان بھیڑیوں کو ہلاک کر دیا۔ تب میں نے اس وقت حیران اور خوش ہوا نیچے اترا اور ان صاحبوں کے نام اور مقام پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ ہم اس بیابان کے باشندے ہیں اور شمس الدین کے حکم کے مطابق تیری جان بچانے کے لیے یہاں آئے ہیں۔ بس اتنا فرما کر غائب ہو گئے پھر میں بے خوف ہو کر ایک شہر پہنچا اور اس ماجرہ کو بیان کیا تو سب لوگوں نے کہا اس بات پر ہمیں سکون اور یقین تب ہوگا۔ جب آپ ہم کو وہ بھیڑیے مرے ہوئے دیکھائیں چونکہ اس وقت میں تھکا ہوا تھا اس لیے چلنے سے معذرت کی تو وہ لوگ نمبردار کے کہنے پر مجھے سوار کر کے اس جگہ پر لے گئے۔ وہاں ان کو مرا پڑا دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا کہ بڑی آفت سے خدا نے بچا لیا۔ پھر انھوں نے اس فقیر کو بڑا فقیر سمجھ کر بڑی محبت سے ایک مکان پر ٹھہرایا اور بڑی خدمت کی۔ اور رخصت کے وقت ایک سو بیس روپے بطور انعام دے کر بڑی عزت سے الوداع کیا جب واپسی حضور کے دربار پر حاضر ہوا تو شمس دوراں نے فرمایا "کہ اس راستہ میں

Scanned with CamScanner

جو ویران ہیں وہاں اکثر درندے رہتے ہیں جو مسافروں کو چیر پھاڑ کھاتے ہیں شکر ہے کہ خدا نے تمہیں ان درندوں سے بچالیا۔ میں نے عرض کی کہ جب حضور کا نام میرا ورد زبان ہے اور آپ کی صورت کا میرے دل میں قیام ہے کسی کی مجال نہیں جو مجھے نقصان پہنچائے۔ (انوار شمسیہ)

تبصرہ:

خواجہ خواجگان شمس العارفین حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کرامت سے معلوم ہوا کہ مرشد کامل اپنے مریدوں کے حالات سے باخبر ہوتا ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نور سے پیر کامل کو پتہ ہوتا ہے کہ کہاں میرا مرید ہے؟ اور کن مشکلات میں پھنس گیا ہے۔ پھر جب وہ آواز دیتے ہیں۔تو کامل پیر خود بھی تشریف لا کر مدد فرماتے ہیں۔ یا پھر وہیں اپنی جگہ بیٹھ کر اس کی پکار کا جواب دیتے ہیں۔ بڑا ولی اپنے ماتحت افراد سے کام لیتا ہے جس طرح ان چار نورانی سواروں نے پہنچ کر مدد کی اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہر جگہ موجود ہوتے ہیں، جیسا کہ حصن حصین میں سے ہے جب مدد لینی چاہیے۔تو کہے

"یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِینُونِی یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِینُونِی"

ترجمہ: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو مدد کرو۔

اللہ کے بندو میری مدد کرو یعنی بندوں سے مراد فرشتے یا مسلمان یا جن، رجال الغیب ابدال مراد ہیں لہٰذا غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔ حقیقی مددگار خدا ہے۔ یہ سب اس کی مدد کے مظہر ہوتے ہیں۔

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرد اند ز راہ

Scanned with CamScanner

اولیاء کو اللہ سے قدرت ملی ہے کہ چھوٹا ہوا تیر واپس کر لیں۔(مولانا روم)

مسئلہ: اولیاء کرام کو اللہ عز و جل نے بڑی طاقت دی ہے یہ حضرات نبی ﷺ کے سچے نائب ہوتے ہیں ان کو اختیارات و تصرفات حضور ﷺ کی نیابت میں ملتے ہیں علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں

۲ ﴿پھانسی سے رہائی﴾

جناب مولوی محمد نصیر الدین سجادہ نشین چاچڑ شریف رحمۃ اللہ علیہ نے جو حضرت شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز ترین غلاموں سے صاحب عرفان تھے۔ انھوں نے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ شہر ملتان میں حصول علم کے لیے چند دن قیام کیا وہاں حافظ جلال الدین گجراتی جو حضرت کے عاشقین سے تھا اور میرا بھی خیر خواہ تھا ایک دن بڑی محبت سے پیش آیا اور بزرگوں کے ذکر کے دوران اس نے بیان کیا کہ میں نے اپنے حضرت کی ایک کرامت عجیب و غریب ایک خوش نصیب سے سنی ہے جو اس کے حال پر بیتی ہے۔ وہ یہ کہ ایک فقیر نورانی شکل کا اس شہر کے باہر کبھی کبھی ایک کنوائیں پر آتا تھا اور تھوڑا سا ٹھہر کر پھر کہیں باہر چلا جاتا تھا ہر کسی سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ مردوں اور عورتوں کو اپنے پاس نہیں آنے دیتا تھا بلکہ مار پیٹ کر کے دور ہٹا دیتا تھا۔ جب اس کے فقیرانہ حالات اور صفات مجھے معلوم ہوئے تو اس نیک اطوار کے دیدار کا شوق زیادہ میرے دل میں پیدا ہوا آخر ایک دن محبت و شوق سے اس کا پتہ معلوم کر کے میں اس کنویں پر گیا تو دیکھا وہ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھا ہے۔ صرف ایک کپڑا رنگ دار باندھا ہے ایک ڈنڈا خمدار آگے رکھا ہے شراب معرفت سے سرشار ہو کر بیٹھا ہے۔ اور اس کے چہرے

Scanned with CamScanner

سے نور نکل رہا ہے ظہر کا وقت تھا پہلے میں نے نماز ادا کی اس کے بعد خود بخود اس نے بڑی عنایت سے مجھے فرمایا حافظ صاحب: اس غریب کو کچھ قرآن سناؤ۔

میرے دل کو تسکین اور یقین ہوا کہ یہ شخص ضرور صاحب کمال اور اللہ کی بارگاہ کا مقبول شخص ہے۔ جو اس نے صرف کشفِ قلبی سے میرے ارادہ کو جان لیا میں نے اس کے کہنے پر خوش الحانی سے کچھ قرآن سنایا جس سے وہ بڑا خوش ہوا اور فرمایا کہ حافظ صاحب اب جاؤ کل پھر آنا اور میرے ساتھ ملاقات کرنا ۔ میں واپس اپنی اقامت پر آ گیا اور دوسرے دن ظہر کے وقت پھر اس کنواں پر گیا مگر اس وقت اس فقیر کو نہ پایا نماز پڑھ کر اس کا انتظار کرتا رہا تھوڑی دیر بعد وہ آ گیا اور آتے ہی پوچھا کہ یار تیری بیعت کس بزرگ سے ہے؟ تیری جان سے دل دار کی خوشبو مجھے محسوس ہو رہی ہے۔ میں نے کہا یہ گناہ گار حضرت محمد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کا سگ ہے۔ یہ سنتے ہی اس کی زبان سے درد کی آہ نکلی اٹھ کر فوراً میرے گلے سے لپٹ گیا اور بڑی دردناک حالت میں روتا رہا جس کی آواز سن کر میرا دل بھی بہت غمگین ہو گیا جب وہ خاموش ہوا تو میں نے اس کی کہانی اور احوال کے بارے پوچھا تو کہنے لگا کہ بیعت میری خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے مگر میرا دل حضرت صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی صورت پیاری پر فریفتہ ہے۔ اور اس کے آستان پر میری جان قربان ہے اور میری بات یہ ہے کہ میں پوٹھوہار کا زمیندار ہوں۔ چچا میرا شہر کا نمبردار اور بڑا مال دار تھا بڑی محبت کے ساتھ اس کی بیٹی سے میری شادی ہوئی، جب میں بڑی چاہت کے ساتھ دلہن کے ساتھ ہم بستر ہو کر سحر کے وقت غسل کے لیے باہر ایک کنواں پر گیا، خدا کی تقدیر سے شہر میں رونے کا شور ہوا اور جس سے حیران اور پریشان ہو گیا۔ اسی وقت ایک جوان دوڑتا ہوا آ کر مجھے کہنے لگا کہ تیری عورت اس جہان سے اگلے جہان چلی گئی ہے

Scanned with CamScanner

یعنی فوت ہوگئی ہے اور اس کے والد نے تیرے اوپر قتل کا الزام لگایا ہے۔ اور پولیس کو بلا بھیجا ہے۔

اس خوفناک خبر سے میرے ہوش اڑ گئے اور غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ایک تو محبوبہ بیوی کی جدائی اور دوسرا ناحق مقدمہ کا الزام جو مخالفوں نے لگایا جان کو جلا رہا تھا۔ اس دہشت اور خوف سے میں پولیس سے چھپ گیا، آخر پولیس مکار نے مجھے ڈھونڈ لیا اور نمبردار کی مرضی سے تھانیدار نے اس خاکسار کو قتل کا مجرم قرار دیا۔ مجسٹریٹ نے تھوڑی سی چھان بین سے مجھے پھانسی کا حکم دے دیا، اس وقت میرے بزرگ والد کو لوگوں نے بہت زیادہ ترغیب دی کہ اپیل کریں مگر اس نے صاف انکار کیا اور اس نے کہا کہ میری درخواست اور اپیل مرشد کی بارگاہ میں ہے۔ کیونکہ وہ عقیدت مند خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کا تھا۔ استغاثہ کیلئے سیال شریف روانہ ہوا مشکل سفر سے جب حضرت کی بارگاہ میں پہنچا تو پیر سیال لجپال اس وقت بستر پر آنکھیں بند کیے لیٹے تھے۔ قدم بوسی کی تو حضور نے پُر نور چہرہ سے کپڑا دور کر کے فرمایا " راجہ صاحب! آگئے ہو، عرض کی کہ ہاں جناب! فرمایا میری طرف اچھی طرح دیکھ جیسا کہ میں تیری طرف دیکھ رہا ہوں ویسا ہی تو نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھنا ہے۔ بس اب فوراً واپس جاؤ ان شاء اللہ بیٹے کو زندہ پاؤ گے۔ پس حکم کے مطابق مصیبت کا مارا میرے باپ واپس چلا۔

آخر مشکلات سے اس وقت میرے پاس پہنچا کہ اس وقت خاکسار کے لیے پھانسی تیار تھی۔ اور ہاتھ پاؤں باندھ کر آنکھیں ڈھانپ دی تھیں جلاد حاکم کے حکم کا منتظر کھڑا تھا تو اس وقت والد صاحب نا امیدی میں پاس آئے اور مرشد کے ارشاد پر پورا پورا عمل کیا۔ سبحان اللہ اس وقت حضور کی عنایت سے میرے دل کی آنکھیں روشن ہو گئیں، سب حاضرین کو میں آنکھوں سے دیکھنے لگا اور والد

Scanned with CamScanner

صاحب کی صورت کو دیکھا تو اس کے چہرے سے شمسیہ انوار نمودار ہو رہے تھے۔ جن کے بتانے سے زبان قاصر ہے مگر چونکہ پھانسی کا وقت قریب آ گیا تھا۔ حاکم اپنی کرسی سے کھڑے ہو کر حکم دینے پر تیار ہوا تو دیکھا حضرت شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ اس کے دائیں جانب بڑی شان سے سنہری کرسی پر تشریف فرما ہیں اور اس کو فرما رہے ہیں۔ کہ یہ شخص اس جرم سے پاک ہے اور میرا بھی آشنا ہے، اس کو رہا کیا جائے۔ حاکم یہ سن کر حیرت میں ڈوب گیا اور بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ کھڑا ہوا تو فرمایا کہ" اے بے دین اس مسکین کو چھوڑ دے اور اس کے بند توڑ دے تب پھر حیران اور ڈر کر بیٹھ گیا۔ تیسری دفعہ پھر کھڑا ہو تو خواجہ خواجگان حضرت محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ جوش سے فرمایا: کہ اے بے حیا میں نے تجھے نہیں کہا کہ یہ شخص بے گناہ ہے اس کو رہا کیا جائے۔ تب اس کو ایسا خوف ہوا کہ بے ہوش ہو کر زمین پر گرنے لگا مگر سپاہیوں نے تھام کر اس کو بٹھایا کچھ دیر کے بعد جب ہوش آیا تو حکم دیا اس مجرم کو چھوڑ دو اور اس کے ہاتھ کھول دو۔ تب انہوں نے میرے ہاتھ پاؤں کھول دیے، اور اس کے آگے کھڑا کیا۔

بولا کہ تیرا پیر کون ہے؟ میں نے کہا خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اس نے کہا نہیں سچ کہہ چونکہ وہ کچھ دن سانگھڑ میں گذار چکا تھا، خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہوا تھا جس کی وجہ سے میری بات پر یقین نہ آیا اس لمحے وہ شمس دوراں کو بھی وہاں پر ابھی دیکھ چکا تھا تو میری بات پر کس طرح یقین کرتا۔ پھر میں نے کہا اس قیدی کے بیعت کے پیر تو وہی ہیں، مگر مرشد مددگار اس عاجز کے حضرت شمس الانوار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ تب اس نے کہا ہاں بے شک وہی فرما رہے تھے اور تیری امداد فرما رہے تھے۔ لیکن سچ بتاؤ تم نے حقیقت میں عورت کو قتل کیا تھا یا نہیں۔ میں نے کہا پروردگار جاننے والا ہے اور میں سچی زبان سے قسم کھا کر

Scanned with CamScanner

کہتا ہوں کہ اس جرم سے پاک ہوں۔ پس مدعی سے اس نے پوچھا کہ خدا کو حاظر ناظر جان کر سچی بات بتاؤ اور جھوٹ کو درمیان میں نہ لاؤ کہ واقعی کسی نے اپنی آنکھوں سے ملزم کو یہ جرم کرتے دیکھا۔ اس نے کہا "نہیں" صرف خیال تھا جو اس کو پکڑا گیا۔ تب اس نے مجھے بے گناہ سمجھ کر رہا کر دیا۔ قدرت خدا کی وہی چچا صاحب اپنے جعلی کردار سے شرمسار ہو کر دوسری لڑکی دینے کا مجھ سے کہا لیکن میں صاف انکار کر دیا کیونکہ ہر رشتہ دار کو اس دوران آزما لیا تھا، ستم اور بے وفائی کے علاوہ کسی نے خیر خواہی اور وفاداری نہیں کی۔ پس یہی خیال پیدا ہوا کہ پیاری جوانی اور قیمتی زندگی کو تعلقات انسانی میں ضائع کرنا نادانی اور شرمندگی ہے۔

اس لیے والدین کی جائیداد اور گھریلو زندگی کو چھوڑ کر ہر کسی سے تعلق توڑ لیا درویشی اور آزادی کو اختیار کر کے براہ راست شمس زمان کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنی تمام کہانی اس فیاض دوران کی خدمت میں بیان کی تو آپ نے شفقت دلی اور توجہ قلبی سے اس قدر عنایت اور مہربانی فرمائی کہ جو بیان بھی نہیں کی جا سکتی۔

(انوار حسیہ نمبر ۹۰)

تبصرہ:

اللہ رب العزت خالق کائنات ہے قادر مطلق ہے۔ اور حقیقی مددگار ہے۔ مخلوق کی طرف موت و حیات، نفع و نقصان، ملکیت و تصرف اور اس کے تمام کاموں کی نسبت حقیقی نہیں مجازی ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ سے مدد صرف انھیں مجازی مددگار مانتے ہوئے لینا جائز ہے اور یہی عین اسلامی عقیدہ ہے۔ جن پر قرآن و حدیث اور بزرگوں کی تعلیمات شاہد ہیں مدد طلب کرنے کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔

ا۔ استغاثہ بالقول:

مشکل حالات میں گھرا ہوا کوئی شخص اگر اپنی زبان سے الفاظ و کلمات

Scanned with CamScanner

ادا کرتے ہوئے کسی سے مدد طلب کرے تو اسے استغاثہ بالقول کہتے ہیں۔

۲۔ استغاثہ بالعمل:

اگر مدد مانگنے والا اپنی حالت و عمل اور زبان حال سے مدد چاہے تو اسے استغاثہ بالعمل کہتے ہیں ایسا ہی استغاثہ مجرم کے والد خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں لے گئے۔ مرشد کامل نے تسکین کا سامان کیا اور ساتھ ہی بیٹے کی زندگی کا پیغام دیا۔ اس کرامت سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ پیر سیال لجپال نے لمحے کے اندر نگاہوں سے حجابات اٹھا دیئے اور چھپی چیزوں کا مشاہدہ کرا دیا اور سولی چڑھنے کی بجائے ہمیشہ کی اخروی سعادت مندی اور خوش بختی قسمت میں لکھ دی۔ اسی وجہ سے لج پال کا لقب مشہور ہے مرید کو تکلیف کا احساس ہونے سے پہلے زخم پر مرہم رکھ دیا جاتا ہے۔ اک نگاہ کرم کی بات ہوتی ہے پڑ جائے تو مست و بے خود بنا دیتی ہے۔ روحانی منازل طے ہوتی ہیں خدا کرے میرے لجپال کا آستان ابد تا قیامت آباد و شاد رہے۔ (آمین)

خدا گواہ کہ لٹ جاؤں گا اگر میں کبھی
تجھے گنوا کے ترا در بھی گنوا بیٹھا

۳ ﴿تیرے حال کی خبر﴾

مولوی محمد امین لکوچی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت صاحب کا درویش صداقت تھا۔ اس نے بیان کیا کہ ایک دفعہ خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر یہ خاکسار سیال شریف کے دربار پر حاضر ہوا اور زیارت کرنے والوں کا بڑا ہجوم تھا۔ عرس کے اختتام کے بعد تمام خادم رخصت ہونے لگے تو یہ غلام جناب کے آستان عالی شان پر کھڑا ہو کر شمس تاباں کا چہرہ روشن دیکھ رہا تھا۔ اور وہ کریم ذات،

Scanned with CamScanner

سب غلاموں سے بڑی مہربانی وعنایت سے پیش آرہی تھی اور انھیں رخصت اور الوداع فرمارہے تھے۔ مولوی غلام فرید ساکن سرکی جوان دنوں سفر ہندوستان سے بڑی مدت کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ وہ بھی رخصت ہونے لگا۔ تو آپ نے بڑی شفقت سے اس کی پیشانی کو پکڑ کر ہلایا اور مسکر کر فرمایا: "اب جاؤ وہ نادم وشرمندہ اٹھ کر گھر کو روانہ ہوا چونکہ پیر سیال لجپال نے دوسروں غلاموں سے الگ اس کو اشارہ کیا تھا تو مجھے خیال آیا ضرور اس میں کوئی بات چھپی ہے لہذا میں نے بڑی تکرار سے پوچھا مگر اس نے نہ بتایا۔

پھر چند دنوں کے بعد سید ضامن شاہ صاحب جو خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے غلام اور مولوی غلام فرید کا ہم سبق اور دوست تھا۔ اس سے ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا جو حضرت صاحب یوں پیشانی پکڑ کر فرمارہے تھے اس نے کہا حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے کشفِ قلبی سے اس کا قصور جو اس سے واقعہ ہوا تھا اشارتاً جتایا۔ وہ یہ کہ دونوں دہلی کے مقام میں مدرسہ اسلامیہ میں تعلیم پاتے تھے اور ایک رات بزرگوں کے کمالات اور مکاشفات کا آپس میں ذکر کیا تو اس مجلس میں اس غریب نے کہا کہ ہمارے حضرت شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کشف اور کمال میں بے مثال ہیں اور اپنے مریدوں کے اعمال اور حالات کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس نے یعنی مولوی غلام فرید نے انکار کیا اور کہا اگر حضرت صاحب مریدوں کی گمراہی کی حالت کو اپنی نورانی بصارت سے دیکھ لیتے ہیں۔ تو میں اس آزمائش کے لیے طوائف کے پاس جاتا ہوں اور اس کے ساتھ ہم بستر ہوتا ہوں اگر اس باکمال نے میرے حال کو جان لیا تو پھر مجھے یقین کامل حاصل ہوگا اور سکون دل ملے گا۔

اس وقت میں نے اعتقاد کے جوش میں کہا کہ اگر پیر سیال تیرے برے

Scanned with CamScanner

کردار پر خبردار نہ ہوئے تو قسم ہے پروردگار کی میں ان کی بیعت سے انکار کر دوں گا۔ پس وہ مولوی اسی وقت بازار گیا اور ایک زنا کار عورت کے پاس چلا اس کو کچھ دام دام دے کر بُرا کام کرنے لگا، جب کپڑے اتار کر قریب ہوا تو غیب سے ایک طمانچہ (تھپڑ) اس کے گال پر ایسا زور سے لگا کہ وہ بے اختیار ہو کر دیوار سے جا لگا خوف سے شلوار اور دستار کو پکڑ کر دوڑتا ہوا باہر نکلا شرمسار ہو کر میرے پاس آیا ندامت اور شرم سے سب حال سنایا اور خدا کی بارگاہ میں اس برے ارادے سے سچے دل سے توبہ کی۔

اس کے بعد اس کا یقین ایسا ہوا کہ بقیہ تمام زندگی جناب پیر سیال کا نام وردِ زبان رہا اور جان پیر کے قدموں پر قربان رہی۔ (انوار شمسیہ ص ۱۱۱)

تبصرہ:

اس کرامت سے پتہ چلتا ہے کہ پیر سیال لجپال کو اپنے مرید بڑے پیارے ہیں خود انھیں اپنی مہربانی سے حاضری کا حکم دیتے ہیں۔ پھر رخصت کے وقت بھی اپنی خصوصی دعاؤں سے الوداع فرماتے ہیں اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے دینی اور دنیا کی بھلائیوں کے ساتھ تمام حاضرین کو اجازت بخشی جاتی ہے۔ دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کے سامنے یہ دنیا چھوٹی دکھائی دیتی ہے جس طرح مولانا جامی نفحات الانس میں خواجہ بہاؤالدین رحمتہ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں۔ "کہ گروہ اولیاء کی نظر میں زمین دستر خوان کی طرح ہے اور ہم کہتے ہیں ناخن کی طرح ہے کہ کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خواجہ محمد شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے تمام مریدوں کی خبر ہوتی ہے۔ کوئی مشرق میں ہے یا مغرب میں شمال یا جنوب میں ہو۔ امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے پتے

Scanned with CamScanner

کی بات کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے شیخ سید علی خواص رحمتہ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک اس وقت تک کوئی کامل مرد نہیں ہوتا جب تک اپنے مرید کی حرکات نسبی کو نہ جان لے۔

"حتّٰی یَعلَمَ حرَ کاتِ مریدہٖ فِی انتقالِہٖ فی الاصلاب و

ھو من یو م الست الی استقرارہٖ فی الجنتہ او فی النار"

یوم میثاق سے لے کر اس کے جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک۔

جب ایسی بات مذکورہ مولوی صاحب کس طرح چھپ سکتے تھے۔ اور بھی ایسی ہستی سے جو اپنے وقت کی غوث الاعظم اور غیث الاغیاث ہو۔ (مولانا روم)

حال تو دانند یک یک موبمو

زانکہ پُر ہستند از اسرار ہو

تیرے ہر حال کی حالت جانتے ہیں ہر گھڑی اس لئے کہ اسرار ہو سے پر ہوتے ہیں۔ یہ ذاتیں بڑی کریم ہوتی ہیں۔ خدا کی شان غفاریت کے نمونہ ہوتے ہیں۔ ندامت ہونے پر معاف فرما دیتے ہیں۔

۴ ﴿بیمار کو تسکین تیرے نام سے﴾

میاں محکم الدین خطیب ساکن خوشاب جو شمس الاقطاب کے غلاموں سے ایک نیک اور سچے عاشق تھے۔ اپنی زبان سے یوں بیان فرمایا کہ ایک بار حالتِ سفر میں ڈیرہ اسماعیل خان میں بخار کی وجہ سے سخت بیمار ہو گیا اٹھارہ روز تک رات دن اسی مرض میں مبتلا رہا اور سخت تکلیف میں تھا۔ صرف پانی کے سوا کوئی اور غذا نہیں کھا سکتا تھا کمزوری اتنی زیادہ بڑھ گئی کہ اٹھنا اور بیٹھنا بھی مشکل ہو گیا۔

Scanned with CamScanner

اور رات بستر پر تکلیف میں پڑا تھا پیاس کی شدت اور بخار کی گرمی نے میرے جسم و جان کو ختم کر دیا تھا۔ دوسرا کوئی آدمی میرے پاس موجود نہ تھا جو پانی پلاتا اور پیاس بجھاتا آخر پیاس کی تکلیف سے مجبور ہو کر پانی پینے کے لیے نیچے اترا مگر کمزوری سے گر پڑا غشی آ گئی اٹھنے کی طاقت نہ رہی۔ جب کچھ دیر کے بعد ہوش آیا تو غم زیادہ ہونے کی وجہ سے رونے لگا۔ اور حضور کا نام پکارا کہ اے غریب نواز اے اللہ کے پیارے یہ بیچارہ مر رہا ہے۔ اللہ کے لیے اس پریشان کی مدد فرمایئے بھنور سے نکال کر ساحل مراد تک پہنچا دو۔

سبحان اللہ جب یہ استغاثہ مرشد کی بارگاہ میں کیا تو اسی وقت ظاہری طور پر سامنے پیر سیال لجپال ہاتھ میں پانی کا جام لے کر میرے پاس کھڑے ہیں اور بڑی مہربانی سے اس مسکین پریشان حال کو فرماتے ہیں کہ اے میاں محکم الدین : پانی شیریں پی لو غمگین نہ ہو میں خوش ہو کر اس حالت کے اندر باکمال مرشد سے وہ شربت جو حقیقت میں تسنیم کے دھارے تھے پی لیا ۔ تو ان کے کرم سے میرے تمام درد اور غم اسی لمحے ختم ہو گئے ۔ اور صحت بدنی اور جسمانی طاقت فوراً لوٹ آئی بیماری کی حالت ختم ہو گئی۔ صبح کے وقت اٹھ کر غسل کیا شکرانہ کے نفل پڑھے پھر گھر روانہ ہوا۔ (انوار شمسیہ ۱۲۲)

تبصرہ:

اس کرامت سے اظہار ہوتا ہے کہ اولیاء کرام اپنے مزاروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ ان کی علمی وسعت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ان کی اس دنیا کی زندگی اور قبر کی برزخی زندگی کا صرف اتنا فرق ہوتا ہے۔ "قیل اولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینتقلون من دار الی دار. (مرقات) کہا گیا ہے کہ اللہ کے محبوب بندے

Scanned with CamScanner

مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام کی کرامتیں مشہور ہیں۔ جنھوں نے وفات کے بعد کلام کیا اور ظاہری طور پر تشریف لاکر کسی مسئلہ کا اظہار فرمایا۔ اسی طرح اولیاء بھی زندہ ہوتے ہیں پہلے سے زیادہ علم اور فضل الٰہی کا ساتھ ہوتا ہے۔ جب محبوب الٰہی رحمۃ اللہ عنہ کا جنازہ مبارک اٹھایا گیا تو قوالوں، شامیوں اور تاتاریوں کی ایک جماعت ساتھ چلی اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

سرو سیمینا بصحرا می روی
نیک بد عہدی کہ بے ما می روی
اے تماشا گاہ جانہا روئی تو
تو کجا بہر تماشا می روی
دید سعدی و دل ہمراہ تست
تا نہ پنداری کہ تنہا می روی

اے سرو سیمیں تم صحرا کی طرف سدھارے یہ اچھا عہد ہے کہ ہمارے بغیر چل دے۔ تمھارا چہرہ تمام جانوں کی تماشا گاہ ہے تم کدھر تماشا دیکھنے جاتے ہو۔ سعدی کی آنکھیں اور اس کا دل تمھارے ساتھ ہے کہیں یہ نہ سمجھ لینا تم تنہا جارہے ہو۔

اس پر نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ کا ہاتھ جنازہ سے بلند ہوا، امیر خسرو نے قوالوں کو روک دیا۔ فرمایا: خاموش ہوجاؤ کہیں ایسا نہ ہو مخدوم جنازہ سے اٹھ کھڑے ہوں۔

دو رخود امیر خسرو کا وصال ہوا تو شیخ رکن الدین سہروردی رحمۃ اللہ عنہ دہلی میں تشریف لائے تھے۔ احباب کے ساتھ آئے کہ خدا سے مغفرت طلب

Scanned with CamScanner

کریں کیونکہ امیر خسرو نے شاہان وقت کی تعریف کی جب وہاں پہنچے تو امیر خسرو انھیں دیکھ کر اٹھ بیٹھے اور یہ شعر پڑھا۔

بنعمائے پر خود بندہ کردہ ایم
نیست مارا حاجت آمرزش پروردگار

ترجمہ: ہم نے اپنے پیر کی نعمتوں کو پشت پناہ بنالیا ہے ہمیں کسی اور کی شفاعت کی ضرورت نہیں یہ شعر پڑھا اور لیٹ گئے۔ (سبع سنابل)

لہٰذا ظاہری طور پر پیر سیال لجپال نے آکر پانی پلایا اور اس کی برکت سے تمام بیماریاں اور کمزوریاں ختم ہوگئیں۔ مرید کو یہ بھی چاہیے کہ برے کاموں سے مکمل طور پر پرہیز کرے کہ شرم کا مقام ہے کہ جب بے حیائی کرے اور کامل مرشد دیکھ رہا ہو۔

مسئلہ:

مردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کرنا تمام خوارق عادات اولیاء سے ممکن ہے سوا اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لیے ممانعت ہے جیسے قرآن مجید کی مثل سورت لے آنا کوئی یا دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلام حقیقی سے مشرف ہونا اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعویٰ کرے کافر ہے۔

۵ ﴿خدا کی رضا چاہو﴾

مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکن پنڈی الہانی نے خود زبان سے بتایا کہ ابتدا زمانہ میں خود اور میاں نور محمد دونوں طلب علم کی خاطر حضرت کے مکان پر

Scanned with CamScanner

جوانی کے شروع میں حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہم سبق تھے۔ اور مولوی مرولوی صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے شرح تہذیب جو منطق کی کتاب پڑھتے تھے۔ اور خاص کر مجھے علم پڑھنے کا شوق زیادہ تھا۔ صرف اس خیال سے کہ مولوی بن کر دنیا میں ایک بڑا اعلیٰ مقام حاصل کروں گا۔ میری بیعت خود شمس دوراں سے تھی۔ اور نور محمد کی بیعت نقشبندی سلسلہ میں تھی مگر وہ کمزور حافظ اور کند ذہن تھا جس کی وجہ سے میں اس کو اکثر سمجھاتا اور سبق کا تکرار کراتا۔

اتفاقاً ایک دن شہر سے باہر ایک سایہ دار درخت کے نیچے دونوں دوست سبق یاد کر رہے تھے۔ میں نے اس کو خوش طبعی سے مذاق کیا کہ تجھے کچھ آتا جاتا نہیں کیوں بے فائدہ مغز کھپاتا ہے۔ وہ بولا اگر مجھے کچھ بھی نہیں آتا تو تیرے سے پہلے ہی مولوی بن جاؤں گا۔ میں وجہ پوچھی تو اس نے کہا اس لیے کہ میرا دادا بڑا عالم ہے، میں نے میرا بھی ماموں بڑا عالم ہے، میرا ذہن بھی پڑھنے کے قابل ہے لہٰذا میرا کام تم سے اچھا ہے۔ اسی بات چیت میں دیر تک ہمارا تکرار ہوتا رہا۔

جب وہاں سے اٹھ کر لنگر خانہ میں آئے اور روٹی کھا کر باہر جانے لگے تو میاں خدا بخش درویش جوان دنوں حضرت کی خدمت میں رہتا تھا مجھے بلایا اور بتایا کہ اب تھوڑی دیر ہوئی ہے کہ میں اکیلا خواجہ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا آپ نے فرمایا کہ ابراہیم اور نور محمد دونوں دوست آپس میں بحث کر رہے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ پہلے میں عالم بنوں گا دوسرا کہتا ہے کہ پہلے میں فاضل بنوں گا۔ تم ابراہیم کو کہو خدا کی رضا کے لیے علم پڑھنا چاہیے، ناموری اور شہرت کے لیے مولوی نہ بننا چاہیے۔ مولوی تو جہان میں ہزاروں ہیں اصل مطلب تو خدا کی رضا ہے۔ اور علم پڑھنے سے بھی یہی مقصد ہو یہ سن کر عاجز بڑا شرمندہ ہوا۔ تین دن شمس دوران کے دربار میں حاضر نہ ہو سکا چوتھے روز خود لجپال نے بلایا اور بڑی محبت

Scanned with CamScanner

سے پیش آئے ندامت کا خیال دل سے نکال دیا۔ (انوار شمسیہ ۱۳۱)

تبصرہ:

پیر کامل روحانی باپ کی طرح ہوتا ہے بچوں کی طرح یہ بھی اپنے متعلقین کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتا ہے۔ انھیں دنیاوی و اخروی کامیابیوں، کامرانیوں اور سعادتوں سے ہم کنار کرتا ہے۔

گر تو سنگ خارہ مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

ترجمہ: اگر تو سخت پتھر یا سنگ مرمر ہے تو صاحب دل کے پاس پہنچے گا تو گوہر موتی بن جائے گا۔

دونوں ساتھی دنیا کی ٹھاٹھ باٹھ کی خاطر مولوی بننے کے چکر میں تھے تو لجپال دونوں کی باتوں کو سن رہے تھے۔ پھر اصلاح کی خاطر فرمایا کہ شہرت اور ناموری کے لیے مولوی نہیں بننا چاہیے بلکہ اصل مقصد خدا کی رضا اور اخلاص ہے دوستو! حقیقت بھی یہی ہے آج ہم ریا کاری اور دکھاوے کے شوقین ہیں۔ ہمارا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے لیے ہوتا کہ پھر سارا مجاہدہ، کاوشیں، رت جگے، عمل اور سحر گاہی کام آئے۔ اسی طرح جہاں علم حاصل کرنا بہت زیادہ ثواب کا کام ہے وہاں اگر نیت میں یہ ہو کر شہرت ہوگی، لوگ واہ واہ کہیں گے، نام کا چرچا ہوگا تو پھر یہ نعمت زحمت کا روپ دھا لیتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے ایسا علم جس سے صرف رضائے الٰہی کا حصول مطلوب ہوتا ہے صرف دنیا حاصل کرنے کے لیے سیکھا وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔ (ابوداؤد)

Scanned with CamScanner

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اس لیے علم حاصل کرتا ہے۔ کہ اس کی وجہ سے علماء پر فخر کرے یا اَن پڑھوں سے جھگڑا کرے یا یہ سوچ کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالے گا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ) کتنی سخت وعید اور خوف کی بات ہے۔ اس لیے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق اچھے عمل میں خدا کی رضا شامل ہو تو فائدہ اور برکت ہے۔ تو اب ہم مریدین وعدہ کریں اور اس سبق کو یاد رکھیں گے۔ اور جو بھی کام کریں گے خدا کی خوشنودی کو ہی دل میں رکھیں گے اور خدا سے التجا ہے کہ پھر خانقاہوں اور آستانوں پر اس طرح تربیت کا اہتمام ہو کہ ہر مرید کو اس کے برے ارادوں سے خبردار کیا جائے اور ہر وقت تربیت کے ذریعے اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول اکرم ﷺ کا جذبہ بیدار ہو۔

مسئلہ: طلب علم اگر اچھی نیت سے ہو تو ہر عمل خیر سے یہ بہتر ہے کیونکہ اس کا نفع سب سے زیادہ ہے مگر یہ ضرور ہے کہ فرائض کی انجام دہی میں خلل و نقصان واقع نہ ہو اچھی نیت کا مطلب ہے کہ رضائے الٰہی اور آخرت کے لیے علم سیکھے۔ طلب دنیا اور طلب جاہ نہ ہو۔

مسئلہ: گھڑی بھر علم دین کے مسائل میں مذاکرہ اور گفتگو کرنا ساری رات عبادت سے افضل ہے۔

مسئلہ: کچھ قرآن مجید یاد کر چکا ہے اور اسے فرصت ہے تو افضل یہ ہے کہ علم فقہ سیکھے کہ قرآن حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور فقہ کی ضروری باتوں کا جاننا فرض عین (بہت ضروری) ہے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

Scanned with CamScanner

۶ ﴿ایمان بچالیا﴾

صاحبزادہ میاں محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میرے والد ماجد حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد دین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں شاہ اللہ بخش موضع کھیری ضلع مظفر گڑھ نے اپنے پیر کے دربار کی حاضری تقریباً ختم کردی۔ کچھ مدت کے بعد سننے میں آیا کہ شاہ اللہ بخش نے اپنے موضع کھیری میں ایک کوٹھا تیار کرایا ہے۔ جسے خانہ کعبہ تصور کر کے اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور اس کا طواف کرتے ہیں۔ اس وقت لوگوں میں مختلف قسم کی افواہیں پھیل گئیں، کوئی کہتا تھا شاہ صاحب، اتنے بڑے فاضل ہو کر مرتد ہو گئے ہیں کوئی کہتا کہ یہ دیوانے مستانے ہو گئے ہیں۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔

ہمارے حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہ صاحب کا ماجرا سنتے تو فرماتے کہ بے چارہ اللہ بخش کسی مغالطے میں آکر گرداب میں پھنس گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے حال پر رحم فرمائے حضرت ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ گذر گیا پھر میرے بھائی مجاہد ملت حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین رضی اللہ عنہ مسند سجادگی پر تشریف فرما ہوئے، اس زمانہ میں دو عرس سیال شریف میں ہوتے تھے ایک عرس اعلیٰ حضرت غریب نواز رضی اللہ عنہ کا اور دوسرا عرس یکم رجب کو ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا منعقد ہوتا تھا۔

ایک سال ثانی صاحب کے عرس مبارک پر وہی شاہ صاحب جن کے متعلق لوگوں میں مختلف قسم کے خیالات اور اعتقادات تھے سیال شریف دربار میں حاضر ہوئے تمام حاضرین اور برادران طریقت میں ایک شور اور ولولہ مچ گیا کہ کعبہ بنانے والے شاہ صاحب تشریف لائے ہیں۔ چونکہ ہم سب نوعمر تھے اس لئے بغیر شرافت و سیادت شاہ صاحب سے پوچھنا شروع کر دیا کہ شاہ صاحب یہ

Scanned with CamScanner

باوجود فاضل اجل اور عالم اکمل اور مرشد بے مثل کے آپ سے یہ حرکت خلاف شریعت وطریقت کیوں سرزد ہوئی۔ جن کو دیکھ کر مخلوق حیران و پریشان ہے۔ شاہ صاحب نے ہمارے بھائی صاحب خواجہ محمد ضیاء الدین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت کیا پوچھتے ہو؟ جو واقعہ بندہ پر گذرا بتانے کے قابل نہیں۔

بار بار شاہ صاحب سے پوچھنے پر فرمایا کہ حضرات میں اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ محمد شمس العارفین رضی اللہ عنہ کے فرمائے ہوئے وظائف مسلسل پڑھتا تھا کہ ایک دن جب میں وظیفے میں مشغول تھا تو میرے کانوں سے غیب سے آواز آئی کہ اے اللہ بخش تُو تو میرا محبوب ہے تیرے لیے ضروری ہے کہ یہاں اپنا کعبہ بنا اور اس طرف منہ کر کے نماز ادا کر اور اس کا طواف کر میں حیران ہوا کہ ماجرا کیا ہے؟ مسلمانوں کے لیے تو ایک ہی کعبہ ہے جو بیت اللہ ہے اسی کا طواف اور اسی کی طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کرنا فرض ہے۔ اس کے علاوہ کوئی کعبہ بنانا خلاف شریعت بلکہ کفر ہے۔ میں نے اس غیبی آواز پر نہ تو کوئی توجہ دی اور نہ ہی کان دھرا۔ پھر تو جناب وہ آوازے عجیب رنگ کے آنے لگے کہ اے اللہ بخش تجھے محبوبی کا رتبہ عطا کیا گیا ہے۔ تجھے اس بیت اللہ کی ضرورت نہیں رہی تو اپنا کعبہ اپنے پاس تیار کر میں خیال کرتا تھا کہ بہت سے حضرات پہلے گذرے ہیں۔ جن کو محبوبی کا رتبہ حاصل ہوا ہے۔ اور انہوں نے کوئی نیا کعبہ تیار نہیں کیا۔ میرے لئے یہ کیوں حکم ہو رہا ہے؟ سال تو ان آوازوں کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔

اس کے بعد سخت وعیدی اور ڈرانے والی آوازیں آنے لگیں کہ اللہ بخش تو میری محبت میں ثابت قدم نہیں ہے۔ میرے حکم کی خلاف ورزی کر کے کس منہ سے دوستی کا دم بھرتا ہے یہ آوازے ہر وقت سخت ترین آسمان و زمین، دائیں بائیں سے آنے لگے تب میں فاین ما تولوا فثم وجہ اللہ (تم جہاں بھی منہ کرو گے

Scanned with CamScanner

خدا ہے) کا خیال کر کے کوٹھا بنالیا اور اسی کو کعبہ تصور کرلیا اور سب مناسک ادا کرنے لگا۔ کچھ مدت کے بعد غیب سے پھر ندا آئی کہ "اے اللہ بخش تو سنت ابراہیمی تو ادا کردی جو کعبہ تیار کیا اور خلیل اللہ بن گیا۔ اب اگر تو میرا حقیقی دوست ہے تو اپنے آپ کو میری راہ میں قربان کردے اور اسماعیلی درجہ حاصل کر کے ذبیح اللہ کا لقب بھی حاصل کر۔

یہ فرمان سن کر میں حیران ہوا کہ خودکشی تو شریعت میں سخت گناہ ہے اور موت بھی حرام کی مگر اس قسم کی آوازیں ہر وقت اور ہر سمت سے آنے لگیں۔ یہی سنتے ہوئے پورا سال میں نے ثابت قدمی سے گذارا۔ سال کے بعد بڑے غضب اور غصے سے آوازے آنے لگے کہ اللہ بخش تو میری دوستی میں جھوٹا ہے یونہی فضول باتیں کرتا ہے جب تو نے کل نفس ذائقة الموت ضرور مرنا ہے کب تک تُو زندہ رہے گا؟ اب جو میرے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے تو میرے دربار میں محشر کے دن کس قطار میں کھڑا کیا جائے گا اور کیا جواب دے گا؟ اس طرح کے جوشیلے اور غصیلے خطابات سنتے سنتے میں نے خیال کیا کہ میں تو ہندو عورت سے بھی بزدل ہوں وہ تو مردہ خاوند کی لاش پر جل کر خاک ہو جاتی ہے اور میں ہمیشہ زندہ رہنے والے کے حکم پر قربان ہونے کو تیار نہیں میرے جیسا کہ بے ہمت، بے غیرت اور کون ہوگا؟ امیر خسرو علیہ الرحمتہ نے جواب کہا۔ (ساجن ایسی پیت کر جیونکر ہندو جو۔ پوت پرائے کارنے جل جل کو لاہو)۔ ایسی پریت و محبت کر جیسی ہندو عورت کی خاوند کے ساتھ ہوتی ہے کہ اس کے لیے آگ میں زندہ جل جاتی ہے۔ ان مضامین کو خوب یاد کرلیا اور مضبوط ارادہ کر کے خود کو قربان کرنے پر آمادہ ہوگیا۔

بس استرہ لے کر اپنے گلے پر چلایا عین اسی وقت میرے پیر و مرشد حضرات خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ ظاہری طور پر میرے سامنے

Scanned with CamScanner

تشریف لائے اور زور سے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور استرہ چھین کر دور پھینک دیا اور فرمایا خبردار اللہ بخش یہ سب آوازے شیطان کے ہیں رحمانی نہیں۔ اتنا فرما کر پھر غائب ہو گئے اور آوازے ہمیشہ کے لیے بند ہو گئے۔

یہ ہے میری کہانی جو میں نے عرض کر دی اگر حضرت غریب نواز دستگیری نہ فرماتے تو میں دنیا و آخرت میں گھاٹا پاتا۔ شاہ صاحب نے اپنے گلے کا زخم ہم سب کو دکھایا جو تقریباً اڑھائی انچ لمبا تھا اور نیا نیا زخم ٹھیک ہوا تھا، ابھی تک اس پر کچا چمڑا باقی تھا۔ (نسخہ قلمی بیاض صاحبزادہ محمد عبداللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ)۔

تبصرہ:

اس روایت سے جو ضروری نکات ملتے ہیں وہ یہ کہ زندگی کا سفر بغیر پیر و مرشد کے بہت کٹھن اور مشکل ہے شیطان انسان کو قدم قدم پر ورغلاتا ہے اور نفس کا غلام بنا کر دنیا و آخرت میں ناکام کر دیتا ہے۔ اس لیے کسی مرد جلیل ہو کر شیطانی ذریت کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

ترجمہ: پیر کو پکڑ کہ بغیر پیر کے یہ سفر بہت سی آفات خوف و خطر سے پُر ہے۔

دوسرا یہ کہ پیر کامل کا در چھوڑنا نہیں چاہیے اگر وہ ظاہری طور پر دنیا سے پردہ فرما جائے تو اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ کون آ رہا ہے اور کون جا رہا ہے؟ بلکہ پہلے سے زیادہ ولی کامل کی نگاہ مریدین کی طرف ہو جاتی ہے اور اولاد پر بھی شفقت و مہربانی کا سائبان ہوتا ہے تو اے مرید صادق۔ جب تیرا پیر انتقال فرماتا ہے تو مت سوچ کہ اب کیا ہوگا ارے وہ تو ایک کمرے سے

Scanned with CamScanner

دوسرے کمرے میں داخل ہوا ہے اور اس کی توجہ پہلے سے بھی زیادہ تیری طرف ہے۔ بزرگوں سے سنا ہے کہ جب ثالث غریب نواز رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو شیخ الاسلام ایک نوجوان تھے۔ اور سجادگی کا بوجھ زیادہ معلوم ہوتا تھا۔ ہر شخص کہتا کہ اب پہلے والی بات نہیں ہے۔ لیکن جب اس قمر کی نورانی کرنوں کو دیکھا تو ہر شخص بول اٹھا ارے یار یہ تو پہلے سے بھی کام بڑھ گیا ہے گویا ولایت وہبی چیز ہے۔ خدا کی عطا کردہ ہے۔ محنت اور ریاضت سے نہیں ملتی فضل خداوندی سے حاصل ہوتی ہے البتہ اعمال حسنہ اس عطیہ الٰہی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے جو بھی اس آستاں پر تشریف فرما ہوگا۔ بزرگوں کی نگاہ، پیر پٹھان کا صدقہ یہ رونقیں کبھی کم نہیں ہوں گی اور تاابد موجود رہیں گی۔ باقی کبھی آسمان سے شیطانی آوازیں بھی آتی ہیں اور کبھی رحمانی بھی۔ رحمانی آوازوں میں اطاعت الٰہی۔ محبت الٰہی شریعت کی پاسداری، اخلاص اور تقویٰ کے بارے ترغیبانہ آوازیں ہوتی ہیں۔ لیکن شیطانی آوازیں خدا کی اطاعت میں مخالفت، شرعی قوانین کی مخالفت اور صراط مستقیم سے بھٹکنے کی بات ہوتی ہے۔

ایک دفعہ پیران پیر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ عبادت میں مصروف تھے کہ زمین سے آسمان تک تیز روشنی پھیل گئی اور اس روشنی سے ایک صورت ظاہر ہوئی جس نے گرجدار آواز میں کہا اے عبدالقادر: میں تیرا رب ہوں اور تیری عبادت و ریاضت سے خوش ہو کر میں نے فرائض کو تجھ پر معاف کر دیا اور حرام چیزوں کو حلال کر دیا لہٰذا اب جو تم چاہو سو کرو آپ نے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم) پڑھا اور وہ روشنی غائب ہوگئی اور اندھیرا پھیل گیا وہ شکل جو دھواں بن گئی اس نے پھر آواز دی اے عبدالقادر، تیرے علم نے تجھے بچا لیا۔ جاتے جاتے لعین کا آخری وار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

Scanned with CamScanner

اے مردود" علم نے نہیں بلکہ مجھے خدا تعالیٰ کی رحمت نے بچا لیا ہے۔ آپ کی یہ بات سن کر ابلیس لعین اپنا سر پیٹنے لگا اور کہا اب تو میں آپ سے قطعاً مایوس ہو چکا ہوں اور آئندہ آپ پر وقت ضائع نہیں کروں گا آپ نے فرمایا دور ہو جا مردود میں تیری کسی بات کا اعتبار نہیں کروں گا اور ہمیشہ تیرے مکر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں (طبقات الکبریٰ۔ بہجۃ الاسرار)

گویا شیطان کئی طریقوں سے ایمان کی دولت لوٹتا ہے اور پیر ہی بچا سکتا ہے۔ اس کرامت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اولیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور اپنوں کی مدد کرتے ہیں اور بچا لی کرتے ہوئے ایمان کو بھی بچاتے ہیں۔ بے ایمانی کی موت نہیں مرنے دیتے اور پھر جس کے دل میں پیر سیال کی محبت ہو تو اسے خوف و ڈر کیا ہے۔

بد سہی ، چور سہی، مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی تو کریما تیرا

﴿برکت ڈال دی﴾

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین رضی اللہ عنہ اور لانگری احمد دین نے ذکر کیا کہ محمد بخش کمہار ساکن موضع گدائی ضلع ڈیرہ غازی خان جو حضرت شمس دوران کا ابتدائی غلام اور کامل یقین والا تھا۔ اس نے بصدق زبان ہمارے آگے یوں بیان فرمایا کہ اس غلام نے بچپن کے زمانے میں شمس العارفین رضی اللہ عنہ کی صورت زیبا خواب کے اندر سیال شریف کے مقام میں دیکھی تھی، دیکھتے ہی جمال پر وارفتہ ہو گیا۔

جب صبح بیدار ہوا تو محبت کے اثر سے دل سخت بے قرار تھا ہر طرف سے اسی ذی شان کی باتیں پوچھنے لگا۔ کہ اس طرح کی پیاری صورت اور اس اس طرح

Scanned with CamScanner

کا شہر اور دربار کہیں ہے اور کس جگہ پر ہے؟ بزرگوں نے کہا تونسہ شریف کے مکان پر چلا جا تیرا مطلب حل ہو جائے گا۔ چونکہ اس مسکین کو ان کے دیدار کا شوق زیادہ تھا اور صبح وشام اس ذات والا صفات کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا ان کے کہنے پر اپنا گھر بار چھوڑ کر والدین سے جدا ہوا اور بڑی تکلیف سے تونسہ شریف پہنچا لیکن اس مقام پر اس خوب صورت چہرہ کو نہ دیکھا البتہ چند مریدوں اور زیارت کرنے والوں سے پتہ چلا کہ اس شکل کا ایک چمکتا دمکتا چہرہ اور روشن ضمیر سیال شریف میں رونق افروز ہے۔ پھر ان سے یہ خبر سن کر جلدی سے اس آستانہ کو روانہ ہوا بڑی مصیبتوں اور تکلیفوں سے سیال شریف کے قرب وجوار میں پہنچا تو دور سے اس شہر کے آثار اور علامات جن کو خواب میں دیکھا تھا نظر آنے لگے۔

بہت خوش ہو کر حضور کے آستاں پر حاضر ہو گیا دیکھا وہی صورت دلربا پر ضیاء جس نے اس فقیر کو دیوانہ کر رکھا تھا تشریف فرما ہیں اور پیشانی سے خدا کے جلوے نکل رہے تھے۔ محبت کے جوش سے مدہوش ہو کر قدم بوسی کی تو آپ نے اس محب پر بڑا کرم فرمایا اور اپنے غلاموں کے سلسلے میں داخل فرمایا پھر یہ مسکین بڑے شوق سے دربار پر انوار پر کافی عرصہ قیام کرتا رہا کچھ عرصہ کے بعد والد بیچارہ میری محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر ڈھونڈنے نکلا اور یہاں سیال شریف آ پہنچا۔ جناب کی خدمت میں عرض کیا کہ عالی جاہ! یہ آپ کا غلام تو والدین کی جان ہے جب سے گھر سے نکلا ہے والدہ بیچاری دردوں کی ماری کا دل جل رہا ہے اور بیٹے کی شفقت کے ہاتھوں روتی ہے۔ دوسرا اس کی شادی سامان بھی تیار ہے مہربانی کر کے اس کو میرے ساتھ روانہ فرمائیں اور کوئی تعویز بھی دیں تا کہ جو کچھ غریبی کا سامان اس غلام نے تیار کیا ہے پورا ہو جائے۔ تب حضور نے بڑی عنایت سے اس خادم کو والد کے ساتھ رخصت فرمایا۔ ایک تعویز بھی اپنے ہاتھ مبارک سے لکھ

Scanned with CamScanner

کر دے اور فرمایا کہ اس کو آٹے والی کلوٹی میں کسی چھوٹی ڈولی میں رکھ کر ڈال دیا اور اس میں سے یہ لڑکا آٹا نکال کر پکانے والے کے حوالے کرتا رہے پس یہ خاکسار والد صاحب کے ساتھ اس دربار سے روانہ ہو کر غریب خانہ میں پہنچا چونکہ شادی کا سامان تیار تھا۔ تو والد نے آٹے کا ایک خروار (تین بوریاں) تیار کر کے کلوٹی میں ڈال دیا اور وہ تعویز بھی سنبھال کر احتیاط سے اس میں رکھ دے اور منہ بند کر دیا پس رشتہ داروں اور دوستوں کو بلایا تو سات سو کے قریب ہجوم ہوا اور فرمان کے مطابق اس عاجز نے آٹا نکال کر پکوانا شروع کیا۔ خدا کی قدرت اس دوران بارش بھی زیادہ ہوئی جو ہفتہ تک مہمانوں کا گھر جانا مشکل ہو گیا خدا گواہ ہے اسی کلوٹی سے آٹا نکال کر کھانا پکاتے رہے اور مہمانوں کو کھلاتے رہے اور اس کے بعد بھی عرصہ دو سال تک وہی آٹا موجود رہا جس کو میرے گھر والے کھاتے رہے۔

بعد میں ایک دن تقدیر الٰہی سے بارش کا پانی اس کلوٹی میں پڑ گیا تو بھیگنے کے خوف سے کلوٹی کا منہ کھول کر بقیہ آٹا ہم نے سب نکال دیا وزن کیا تو اتنا ہی تھا جتنا پہلے ڈالا تھا۔ مگر افسوس کہ اس روز وہ تعویز کسی نے چرا لیا بہت کوشش کی مگر نہ ملا۔ (انوار شمسیہ، ۳۸)۔

تبصرہ:

اس کرامت سے یہ سبق ملتا ہے کہ جہاں آدمی کا نصیب ہو وہاں سے اس کو فیوض و برکات ملتی ہیں۔ پیر اگر کامل ہو تو خواب میں بھی اپنی صورت دکھا دیتا ہے کہ تم میرے دامن سے وابستہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں میرے در کی غلامی رقم کی ہے جس طرح اس بزرگ نے شمس منیر، روشن ضمیر، پیر سیال لجپال کی نورانی صورت کو دیکھا اور شہر کے آثار بھی مشاہدہ کیے تو مستانہ

Scanned with CamScanner

وارڈ ڈھونڈتے رہے۔

جس جس جگہ جلے تھے تیری یاد کے چراغ اے دوست
ہم تو جب بھی گئے سر کے بل گئے

پھر جب یہ صورت دیکھ لی تو میرا لجپال اتنا خوب صورت تھا کہ اسی در کے ہو کر رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو یہ کرامت بھی عطا کرتا ہے کہ تھوڑی سی چیزیں کئی گنا بڑھا دیں تعویز اور دم وغیرہ کرنا یہ جائز ہے۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہیں تعویزات غیر شرکیہ کلمات پر مشتمل ہوں تو بلاشبہ جائز ہیں اور ان کے فوائد ضرور مخلوق خدا کو پہنچتے ہیں ورنہ شرکیہ الفاظ اور غلط طریقہ کار اپنایا جائے اور غیر سنی اور ہر نتھو پتھو سے لیا جائے تو بہت بڑا جرم ہے۔ تعویز میں لکھنے والے کی ذات کا بھی بڑا دخل ہوتا ہے اگر وہ شخص متقی، پرہیزگار اور سچا مسلمان ہے۔ تو اثرات اچھے ہوتے ہیں ورنہ ایسا نہیں ہوتا "تعویز نوشتن دست بزرگان نیز کارے دارد" (فوائد الفواد) تعویز لکھنے میں بزرگان دین کے ہاتھ کی برکت بھی شامل ہوتی ہے

التعویز الذی فیہ اسماء اللہ تعالیٰ والادعیہ والایات فجائز بل یستحب (مرقاۃ)"

وہ تعویز جس میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ، مسنون دعائیں اور آیات قرآنی ہوں نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔ کالا علم اور جادو سے اللہ کی پناہ۔ کاروباری حالتوں کی وجہ سے کتنے گھر لٹ گئے ہیں اور نہ جانے کتنی عزتیں

۸ ﴿جسے چاہا اسے بلا لیا﴾

مولوی ولی محمد صاحب ساکن موضع کریگ تو درویش صادق البیان اور مضبوط ایمان والا ہے۔ اس نے سچی صدق زبان سے بیان کیا کہ حضرت خواجہ شمس

Scanned with CamScanner

العارفین رضی اللہ عنہ کے عرس پر جب میں حاضر ہوا تو ہزاروں لوگ ہر طرف سے آستان پر جمع تھے۔تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آپ صاحب کمال تو وصال فرما گئے اب زیارت کرنے والے جو بے شمار ہیں کس کے دیدار کے لیے اس دربار پر آرہے ہیں۔اس خیال میں ایک عرصہ تک یعنی سال پریشانی میں جتلا رہا۔

اس خدا کے محبوب کا جب دوسرا عرس مبارک قریب آیا تو میں نے ایک رات جو برکت والی تھی شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا خواب میں کہ ایک بڑے خوبصورت مکان عالی شان میں بڑی عظمت اور شان سے وہ شمس درخشاں ایک پلنگ خوش رنگ پر تشریف فرما ہیں۔اس مکان کے فرش پر مختلف رنگوں کے قالین بچھے ہوئے ہیں۔ اور اس مکان کی ہر دیوار رنگ دار میں کچھ فاصلے پر خوبصورت رنگوں والی الماریاں رکھی ہیں۔اور ہر ایک الماری کے پاس چند لکھنے والے رجسٹر ار قلم لے کر لکھ رہے ہیں۔جب یہ خاکسار یعنی مولوی ولی محمد اس پر انوار دربار میں پہنچا تو بے اختیار آپ کے قدموں میں گر گیا۔ جناب نے بڑی شفقت اور پیار سے فرمایا ان کو جو لکھ رہے تھے کہ یہ منشی ولی محمد اچھا تجربہ کار اور کام والا ہے۔اور تحریر کا کام جاننے والا ہے اس کو بھی اپنے پاس بٹھاؤ اور اس سے دفتر کا کام کراؤ حکم کے مطابق ایک لکھنے والے نے خالی لفافوں کا گٹھا باندھ کر اور ایک بڑا رجسٹر جس میں زیادہ مریدوں کے نام تھے میرے حوالے کیا اور میں نے اس رجسٹر کو دیکھ کر ہر ایک کا نام، قوم اور رہائش کی جگہ اور حاضری کی تاریخ سن وغیرہ کے ساتھ ان لفافوں پر درج کر دیا پھر ان کو ہر ایک لکھنے والے نے اٹھا کر خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیا تو اس عظیم ہستی نے اپنی قلم سے ہر ایک لفافہ پر دستخط کر دیے۔

پھر اس اہل کار نے حسب ضابطہ ان پر دربار کی مہر لگا دی اس کے بعد

Scanned with CamScanner

نیند سے مجھے بیداری ہوگئی۔ جن صاحبوں کے نام نیند میں میں وہاں کاغذ پر لکھے دیکھے تھے۔ ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں۔ ا۔ میاں محمد اشرف صاحب تھانہ دار ساکن لنڈ پور، ۲۔ سید محمد غوث شاہ ساکن شاہ جیونہ، ۳۔ مولوی نجیب علی صاحب، ۴۔ مولوی غلام محمد صاحب ساکن اصرال، ۵۔ مولوی کرم الدین صاحب ساکن ٹھلیاوالہ وغیرہ۔

اس فقیر کو یہ خیال ہوا کہ آیا دیکھیں یہ لوگ عرس پر حاضر ہوں گے۔ اگرچہ اس سال عرس کی حاضری کا ارادہ نہ تھا مگر خواب کی وجہ سے روانہ پکا ارادہ ہو گیا۔ آپ رضی اللہ علیہ کا عرس مبارک قریب تھا۔ اس لیے اس دوران میں بڑے شوق سے روانہ ہو کر اس عظیم مرد مومن کے دربار پر پہنچا دیکھا تو وہ احباب جن کے نام میں نے رجسٹر سے کاغذ پر لکھے تھے وہ سب شمس انوار کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہیں جس سے اس عاجز کو یقین ہو گیا اور تسکین ملی کہ اولیاء کرام اپنے عرس پر غلاموں کے نام حاضری کیلئے ضروری احکام جاری کرتے ہیں جس سے مقروں تاریخ پر تمام افراد پر کامل کے حضور اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق صاحب مزار سے فیض پاتا ہے۔ (انوار شمسیہ، ۱۶۰)

تبصرہ:

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے انبیاء اور اولیاء کا اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہونا حق ہے۔ یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے جو زائر بھی ان کے پاس عرس شریف پر حاضر ہوتا ہے انھیں معلوم ہوتا ہے۔ سلطان المشائخ نظام الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ”کہ ایک مرتبہ شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی زیارت کیلئے گیا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ اتنے زیادہ لوگ ان بزرگوں کی زیارت کے لیے آتے ہیں ان کے آنے کی ان بزرگوں کو خبر

Scanned with CamScanner

ہوتی ہے یا نہیں؟ میرے دل میں یہ خیال گذرا ہی تھا اور میں روضہ مبارکہ کے قریب مراقبہ میں مشغول تھا کہ میں روضہ مبارکہ سے یہ شعر سنا:

مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

ترجمہ: مجھ کو اپنی طرح زندہ سمجھو میں جان کے ساتھ آتا ہوں اگر تم جسم کے ساتھ آتے ہو

عرس پر حاضری بھی گویا صاحب مزار کی مرضی کے مطابق ہوتی ہے۔ جس کو بلانا چاہیں تو اس لئے غیب سے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور وہ آستانہ پر پہنچ کر فیض حاصل کرتے ہیں، پیر سیال لجپال غریب نواز کے در پر بھی جو حاضری کے لیے دور دراز سے آتے ہیں انھیں بھی خوش ہونا چاہیے کہ ان مقدس میں ہستیوں نے انھیں اپنے ہاں بلایا اور دین و دنیا کی سعادتیں عطا فرمانے کا اہتمام کیا۔ ایک ضروری بات یہ ہے کہ بزرگوں کے عرس منائے جاتے تھے اور منائے جائیں گے میلے وغیرہ جہاں ناچ گانے ہوں سرکس ہوں کتوں کی لڑائیاں ہوں اسے میلوں ٹھیلوں کی اجازت نہ ان بزرگوں نے دی اور نہ ہی اسلام کے اندر کوئی حیثیت ہے۔ اولیاء کے اعراس منعقد ہوتے ہے جہاں افراد اکٹھے ہو کر ان مقبولوں کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا عزم کرتے ہیں، جنہوں نے اطاعت الٰہی اور اطاعت نبوی ﷺ میں زندگی گذاری قبور کی زیارت سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ اور عبرت بھی محافل سے دین کی باتیں سیکھتے ہیں اور محبت بھرے اشعار سے دلوں کو عشق کی گرمی ملتی ہے۔ کبھی کبھی ایک شعر زندگی کے موڑ تبدیل کر دیتا ہے اللہ کی محبت میں اکٹھے ہونے سے مغفرت و بخشش کی خوش خبری ملتی ہے۔

ذکر الٰہی، تقویٰ، اخلاص، حالات سے واقفیت، جماعت بندی اور اتفاق

Scanned with CamScanner

سے زیادہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ میلہ لگتا ہے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔لغو اور فضولیات میں وقت گذار کر الٹا گناہوں کا بوجھ لاد کر گھروں کو چلے، جو جتنا ادب کے ساتھ ان اولیاء کے پاس آتا ہے اسے اتنا ہی زیادہ فیضان ملتا ہے لہٰذا اے مرید صادق! تجھے ہر سال حاضری کی کوشش کرنی چاہیے۔

مسئلہ: اولیاء کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں ان کے علم ادراک وسمع وبصر پہلے کی نسبت بہت زیادہ قوی ہیں۔

۹ ﴿سگ مارے نہیں جاتے﴾

برطانوی حکومت جو ہمارے ملک پر قابض تھی۔اس کی طرف سے نواب خدا بخش ٹوانہ سفیر بن کر کابل گئے۔قابلیت کی وجہ سے حکومت نے سفیر بنا کر بھیجا ان کے ساتھ اپنے خانسامے، گھوڑے اور ان کے خدمت گار، حکیم اور ڈاکٹر وغیرہ تمام عملہ ساتھ۔

کابل میں جا کر نواب خدا بخش ٹوانہ نے اتنا اثر و رسوخ بنا کر شاہی خاندان سے تعلقات بلکہ الفت ہوگئی اور شادی کر لی اسی خاندان سے رشتہ کرلیا۔ امیر عبدالرحمٰن خان مرحوم بادشاہ کابل بارعب اور سخت گیر تھا۔چار میخیں گاڑ کر لوگوں کو سزائیں دیتا تھا یا زیادہ غصہ کسی پر آتا تو چباڑیں (باچھیں) چیر دیتا تھا۔ لوگوں نے انھیں کہہ دیا کہ نواب خدا بخش ٹوانہ نے یہاں شادی کر لی ہے۔یہ سن کر غصہ وغیظ سے بھر گیا، کہا انتقام لیں گے۔جس صبح کو انتقامی حالت میں ملنا تھا اس سے پہلی رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے امیر عبدالرحمٰن "عام دربار لگا اور نواب خدا بخش سے معافی مانگ ورنہ اپنے ملک کی خیر منا یعنی الر ملک کی خیر چاہتا ہے تو نواب خدا بخش سے

Scanned with CamScanner

معافی مانگ"۔ بیدار ہوا ادھر ادھر دیکھا کوئی آدمی نہیں آگ بگولہ ہو گیا، سوچ سوچ کر حکم دیا آدھی رات کا وقت ہے اور دربار لگانا ہے تمام عملہ حاضر ہو گیا، بتیاں جل گئیں روشنی ہو گئی۔ پہرداروں تک حاضر ہو گئے۔ حکم دیا: نواب خدا بخش ٹوانہ جس حالت میں سویا ہوا ہے فوراً لاؤ۔ حکم ملنے پر خدا بخش ٹوانہ سمجھ گئے کہ اب آخری وقت ہے موت بلا رہی ہے۔ کیونکہ امیر عبدالرحمٰن نے حاضری سے تو پہلے ہی روک رکھا ہے اب سوائے انتقامی کاروائی کے اور کچھ نہیں کرے گا۔ اور اس کی انتقامی کاروائی بھی یا تو چارمیخوں میں گاڑ دے گا یا چبا ڑیاں (باچھیں) پکڑ کر چیر دے گا کہا کم از کم دو رکعت نماز نفل ادا کرلوں وضو کے لیے پانی منگوایا۔ اتنے میں دوسرا آدمی پہنچ گیا جلد آؤ، پھر تیسرا آدمی بھی پہنچ گیا کہ جلدی حاضر ہونے کا حکم ہے۔ بہر حال جلدی جلدی دو رکعت نفل پڑھ کر دعا مانگی پیر سیال کی طرف متوجہ ہو کر فریاد رسی چاہی اور حاضری کے لیے چل پڑا۔ پاؤں ایسے بوجھل بن گئے گویا ریت کے گھڑے ان سے بندھے ہوں۔ آگے ڈالتا ہوں تو پیچھے پڑتے ہیں۔

جب مشکل سے پہنچا تو امیر عبدالرحمٰن کھڑا ہو گیا اور میری طرف بڑھا۔ سارے حاضرین سمجھ گئے اور مجھے بھی یقین ہو گیا کہ خود چبا ڑیاں پکڑ کر چیرنا چاہتا ہے لیکن اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور ساتھ لے جا کر دوسری کرسی پر بٹھا دیا۔ تمام خواب سنایا اور پیر سیال لجپال کا پورا حلیہ بیان کیا تو میں نے کہا وہ میرے اس اُس جہان کے محافظ ہیں میرے پیر کامل وہی ہیں۔ اس کے بعد میری قدم بوسی کیلئے اٹھا، میں بھی کھڑا ہو گیا، گلے لگایا، ایک دوسرے کے سر و داڑھی کو چوما۔ اس کے بعد گہرا دوست اور گہرے تعلقات میرے ساتھ رکھے حتیٰ کہ اپنی بیگمات کی باتیں بھی مجھے بتاتا اور اکثر اوقات اپنے ساتھ رکھتا تھا۔

(فوز المقال فی خلفائے پیر سیال)

Scanned with CamScanner

تبصرہ:

اس سے سبق ملتا ہے کہ مرشد جہاں کہیں بھی ہوں اپنے سگ کو تکلیف نہیں ہونے دیتے۔ عارف کھڑی نے فرمایا:

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مرداں دے آئی
مرد نگاہ کرن جس ویلے مشکل رہے نہ کائی

دوسرا جو پیر سیال لجپال رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا بخش سے معافی مانگ ورنہ اپنے ملک کی خیر منا اس کا مطلب ہے کہ بادشاہی کی سند انہی بزرگوں کے حکم سے کسی کو عطا ہوتی ہے۔ جس کو چاہیں سرداری کا تاج پہنا دیں جس کو چاہیں در در کی ٹھوکریں دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو اختیار دیا ہوتا ہے کبھی جلال میں آجائیں تو زبان پر آجاتا ہے۔

"گر خواہم ملک ترا بدبگیز بخشم"

یعنی اگر میں چاہوں تو تیرا ملک کسی اور کو دے دوں۔"

محمود غزنوی، شمس الدین التمش، ناصر الدین محمود، شہاب الدین غوری، شیر شاہ سوری، اورنگزیب اور سلطان فتح علی ٹیپو صوفیا کے قدموں میں دامن پھیلا کر بادشاہت مانگا کرتے تھے پھر دیکھیں۔ یہ خوش نصیب کیسی کیسی برکتوں سے مالا مال ہوئے۔ غزنوی کو تاریخ سے بت شکن کا لقب ملا۔ التمش نوشیرواں عادل کہلایا۔ ناصر الدین محمود کو درویش بابا کہا گیا۔ اورنگزیب کو لوگ جوانی میں زندہ پیر کہتے تھے۔

نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے سلطان فیروز کو فرمایا کہ تخت پر بیٹھ اور بادشاہی کو قبول کر اس کو حکم ماننے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا تو عرض کہ اے مخدوم کچھ التماس ہے فرمایا "جو کہنے کی بات ہے کہو"۔ عرض کیا میری ایک عرض

Scanned with CamScanner

ہے کہ تمام دنیا والوں میں سے کسی ایک کے اوپر بھی فیروز کے ہاتھوں ظلم وستم نہ ہو کہ اس وجہ سے کل قیامت کو پکڑا جاؤ۔ آپ نے فرمایا ہاں فرمان ہوتا ہے کہ فیروز کے ہاتھوں کسی شخص اور فرد پر کوئی ظلم وستم تھوڑا ہو یا بہت نہ ہونے پائے گا۔ فیروز نے دوسری عرض کی جب تک فیروز کی بادشاہت رہے فیروز کی بادشاہت میں بارش بند نہ ہو اور نہ قحط سالی کہ دنیا والوں پر روزی تنگ ہو جائے۔ مخدوم نے فرمایا "ہاں یہ بھی فرمان ہوتا ہے کہ جب تک فیروز کی بادشاہت رہے، فیروز کی ولایت میں بارش کی موقوفی اور قحط سالی نہ ہو۔ پھر فیروز نے التماس کی کہ جب تک فیروز کی مملکت رہے اگر اس کی مملکت میں کوئی آسمانی قہر نامزد ہو چکا ہے تو وہ ساری بلاد قہر خواہ فیروز کے سر پر نازل ہو مگر فیروز کی ولایت پر نہیں۔ مخدوم نے فرمایا "فرمان ہوتا ہے کہ جب تک فیروز کی بادشاہت ہے قہر نازل نہ ہوگا نہ فیروز کے سر پر اور نہ ولایت فیروز پر" اس کے بعد حضرت مخدوم نے فیروز کا بازو پکڑا اور تخت پر بٹھا دیا۔ (سبع سنابل)

۱۰ ﴿روتا کیوں ہے؟﴾

موضع کرسال ضلع چکوال کے صوفی شاہ نواز صاحب جن کو قاضی عبدالباقی کرسالوی نے حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد دین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کرایا تھا اور ان کی زندگی میں سیال شریف عرسوں اور دیگر مواقع پر حاضری دیتے رہے۔ ان کی روایت ہے کہ ایک دفعہ سیال شریف عرس مبارک کے موقع پر ایک خادمہ روٹی لے کر حضرت گولڑوی مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ڈیرہ پر گئی تو کیا دیکھا کہ آپ اللہ بہتر جانتا ہے کہ آپ پر کون سی حالت طاری تھی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

Scanned with CamScanner

وہ واپس آئی اور ماجرا بیان کیا تو حضرت خواجہ شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا" جا اور انھیں کہہ کہ گریہ (رونا) کیوں کر رہے ہو؟ تم پر ایک وقت آئے گا کہ مخلوق خدا مکھیوں کے جھنڈ کی طرح تمھارے آستانے پر ٹوٹ پڑے گی۔

(فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد ا)

تبصرہ:

حضرت سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے شیخ کامل سے بے حد عقیدت تھی اور کمال درجہ کی محبت تھی۔ وہ کوچہ سیال کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانے کیلئے بے تاب رہتے تھے۔ اس شہر کے در و دیوار سے عشق تھا ایک دفعہ سیال شریف کے نواحی علاقے میں طاعون کا غلبہ تھا عرس شریف پر حاضری کا ارادہ تھا بعض دوستوں نے مشورہ دیا کہ سفر کو ملتوی کر دیں تو ان کے جواب میں شعر کہا ہے۔

ہر چہ بادا باد آنجا می رویم
مسکن شاہ است آنجا می رویم

یعنی جو کچھ ہوتا ہے ہونے دو ہم تو وہاں جہاں ہمارے شاہ کا مقام ہے ضرور جائیں گے۔: ملفوظات مہریہ اور سیف چشتیائی وغیرہ کتب میں اپنے شیخ سے محبت کی جھلکیاں دیکھی جاسکتی ہیں لیکن افسوس ہوتا ہے جب بعض افراد ان کی زندگی کے بارے میں کچھ لکھتے ہیں تو ان کے مرشد عظیم کا ذکر تک نہیں کرتے اور ان کی بیعت کے بارے خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ کتنی کتب بازار میں ہیں جن میں اولیاء کا ذکر ہوتا ہے تو غریب نواز پیر سیال لجپال کا ذکر نہیں ہوتا اور پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر ہوتا ہے۔ ایسے ادیب یا تو پیر سیال لجپال سے حسد یا بغض رکھتے ہیں یا پھر وہ سمجھتے ہیں کہ مہر علی شاہ صاحب شاہ تھے اور حضرت خواجہ محمد شمس

Scanned with CamScanner

الدین سیالوی رضی اللہ عنہ شاہ وسید نہیں تھے۔تو یہ ایک غلط فہمی ہے فضل الٰہی رحمت الٰہی اور فیضان نبوت پر کسی کا اختیار نہیں جب قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیر و مرشد سے بڑی چاہت تھی تو ان کا سچا اور حقیقی مرید وہی ہوگا جو ان کے پیر کامل سے بھی ٹوٹ ٹوٹ کر محبت کرتا ہوگا ورنہ اس کی اپنے مرشد سے محبت کچی ہے۔

دست زن در دامن ہر کو ولی ست
خواہ از نسل عمر رضی اللہ عنہ خواہ از علی رضی اللہ عنہ ست

ترجمہ: جو بھی ولی اللہ ہو اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دو خواہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہو یا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نسل سے۔

اس روایت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اولیاء اللہ اپنی آستینوں سے دوسروں کے آنسو پونچھتے ہیں اور بشارات سے نوازتے ہیں ان کی آنکھوں سے مخفی نہیں ہوتے وہ حالات جو ماضی و حال و مستقبل میں واقع ہوتے ہیں یا ہونے والے ہوتے ہیں۔

شیخ کو بنظر بنور اللہ شد
از نہایت در نخست آگاہ شد

ترجمہ: شیخ کی نگاہ عام انسانی نگاہ نہیں ہوتی ان کی بصیرت میں نور الٰہی کی روشنی ہوتی ہے۔ وہ ابتدا سے انتہا تک دیکھ سکتے ہیں۔وہ تیرے انجام سے پہلے سے آگاہ ہے

☆☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

مختصر حالات زندگی

حضرت خواجہ محمد دین سیالوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کی ولادت باسعادت (۱۲۵۳ھ۔۱۸۲۷ء) کو سیال شریف میں ہوئی۔حضرت خواجہ شمس العارفین قدس سرہ کے تین فرزند تھے۔حضرت مولانا خواجہ محمد دین صاحب،حضرت صاحبزادہ فضل الدین صاحب اور حضرت صاحبزادہ شعاع الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہم۔ان میں سب سے بڑے حضرت خواجہ محمد دین صاحب رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ان کی بیعت اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ سے تھی اور آپ نے خلافت سے سرفراز فرمایا اور اپنی زندگی میں ہی اپنے آستانہ عالیہ کی سجادگی کے لیے منتخب کر دیا تھا۔

حضرت پیر پٹھان غریب نواز کے جانشین حضرت اللہ بخش کریم تونسوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس انتخاب کی توثیق فرمادی۔آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔بعد ازاں حضرت فتح محمد صاحب کے درس موضع سلیانہ ضلع جھنگ میں تحصیل علم کے لیے تشریف لے گئے۔آپ نے بعض کتب توحید وسلوک مولانا معظم الدین مرولوی علیہ الرحمتہ سے پڑھیں۔مقامات سلوک اپنے والد بزرگوار کی زیر تربیت طے فرمائے۔آپ کے عہد میں سلسلہ چشتیہ کو بڑی ترقی ہوئی۔

جاہ وجلال شاہی کے باوجود تواضع وانکساری کی کوئی انتہا نہ تھی اور شان دلنوازی کی جلوہ سامانیاں ہر دیکھنے والے کو محو حیرت کر دیتی تھیں۔اپنے پیر خانہ سے عقیدت کی انتہا تھی۔یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب پیرانہ سالی کی وجہ سے

Scanned with CamScanner

طبیعت میں ضعف و نقاہت آگئی اور ظاہری آنکھوں کی بینائی میں فرق آیا، سواری پہ جانا ممکن نہ رہا تو چارپائی اٹھوا کر دربار کی خاک بوسی کے لیئے عازم سفر ہوا کرتے۔

تصوف کے اسرار و معارف کو بیان کرنے میں جو مہارت کاملہ آپ کو تھی اس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ بات بات سے نکتہ آفرینی اور پنجابی کے اشعار کو معانی کا وہ لبادہ پہناتے کہ سننے والے وجد کی کیفیت سے مالا مال ہوتے۔

حضرت کا لنگر بڑا وسیع تھا سینکڑوں درویش ذکر الٰہی کے لیے فروکش ہوئے۔ دارالعلوم کی ترقی کے لئے بھی خصوصی توجہ فرماتے۔ سینکڑوں طلباء اکتساب علم کے لیے موجود رہتے، ان کی رہائش، خوراک اور تعلیم کا مفت انتظام کیا جاتا۔

روضہ مقدسہ کی تعمیر آپ کے عہد ہمایوں میں ہوئی اس کی بلندی، اس کی پختگی اور اس کے اندر باہر کاریگروں نے جو نقش و نگار اور گل کاری کی ہے اسے دیکھ کر ایک عجیب قسم کی روحانی آسودگی ہوتی ہے۔ مجلس خانہ آپ کا تعمیر کردہ ہے۔

آپ کے کمالات و کرامات حد و شمار سے باہر ہیں آپ کے اخلاق حسنہ صاحب خلق عظیم کا دلکش نمونہ تھے۔

آپ نے ۲ رجب المرجب (۱۳۲۷ھ) کو دار فانی سے دارالبقاء کی طرف رحلت فرمائی اور اپنے غوث الاعظم والد گرامی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

Scanned with CamScanner

کرامات

پروردۂ آغوشِ ولایت، خواجہ خواجگان

حضرت خواجہ محمد دین سیالوی ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ خیریت سے پار اتر گئے

میاں ملوک علی قریشی نے بصدق زبان سے یوں بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت ثانی لاثانی چند خادموں کے ساتھ گاڑی پر سوار ہو کر تونسہ شریف روانہ ہوئے اور کوٹ سلطان سے اتر کر اونٹوں پر کجاوے رکھے گئے اور ان پر سوار ہو کر دریائے سندھ کی ایک پھاٹ کی گھاٹ پر جا پہنچے ہر طرف دھیان مارا کوئی کشتی والا اس موقع پر وہاں موجود نہ تھا چونکہ وہ وقت دوپہر کا تھا اور سخت گرمی بھی تھی گرمی کی شدت سے خادموں کا دل بڑا گھبرایا تو اس وقت آپ نے مجھے فرمایا کہ "خدا کے توکل و بھروسہ پر میرے اونٹ کی مہار پکڑ کر اس دریا سے گذر امید ہے اس جگہ میں پانی چھوٹا ہوگا اونٹ بڑی آسانی سے نکل جائے گا۔ فوراً میں اونٹ کی مہار پکڑ کر اور لنگوٹی مار کر دریا میں چل پڑا جناب کی مہربانی سے وہ پانی میری کمر تک پہنچا پیچھے سب چھوٹے بڑے جو کنارے پر کھڑے تھے ہمیں دیکھ کر سب گذرنے لگے۔

خدا کی شان چھوٹے بڑے انسان کو کمر برابر ہی پانی آیا کسی جان اور سامان کا نقصان نہ ہوا جب سب افراد اور اونٹ امن و امان سے گذر کر کنارے پر پہنچے تو بعد میں ایک ہندو بچارہ اس جگہ پر آیا اور ہمیں دیکھ کر گذرنے

Scanned with CamScanner

لگا مگر پانی زیادہ تھا وہ گرداب وبھنور میں جا پڑا غوطے کھا کر بہت خراب اور پریشان ہوا۔ آخر بڑی لاچاری اور تکلیف کے بعد واپس کنارے لگا خادموں نے حیرت میں عرض کیا عالی جاہ! یہ کیا ماجرا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شاید طغیانی کا پانی اب پیچھے سے زیادہ آ گیا ہوگا۔ (انوار شمسیہ، ۸۰)

تبصرہ:

اس کرامت سے یہ روشنی حاصل ہوتی ہے کہ دریا اولیاء اللہ کے حکم کے تابع ہوتے ہیں۔ ان اللہ والوں کی حکومت خداوند قدوس کی عطا سے جس طرح خشکی پر ہے۔ اسی طرح دریاؤں پر بھی ان کا سکہ ہوتا ہے دریا کا پھٹ جانا، خشک ہو جانا اور دریا پر چلنا ایسی بہت سی کرامتوں کا ظہور اولیاء سے ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک خط کے ذریعے دریا کو پابند کر لیتے ہیں جنگ فارس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار تھے دوران سفر راستہ میں دریائے دجلہ کو پار کرنے کی ضرورت پیش آئی اور کشتیاں موجود نہیں تھیں۔ آپ نے لشکر کو دریا میں چل دینے کا حکم دیا خود سب سے آگے آگے یہ دعا پڑھتے ہوئے چلنے لگے۔

"نستعین باللہ ونتوکل علیہ وحسبنا اللہ و نعم الوکیل
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"

لوگ آپ میں بلا جھجک ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے گھوڑوں والے گھوڑوں پر، اونٹوں والے اونٹوں پر سوار، اور پیدل چلنے والے پیدل اپنے اپنے سامانوں کے ساتھ دریا میں اس طرح چلنے لگے جس طرح میدانوں میں قافلے گذرتے ہیں، عثمان نہدی تابعی کا بیان ہے کہ اس موقع پر ایک صحابی کا پیالہ دریا میں گر پڑا تو دریا کی موجوں نے اس پیالہ کو کنارے پر پہنچا دیا اور ان کو

Scanned with CamScanner

ان کا پیالہ مل گیا اس لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار پیدل اور سوار تھے۔(طبری جلد۴)۔
کاش وہ لوگ جو ان مقبولان الٰہی کے ادب واحترام سے محروم اور ان بزرگوں کی خداداد صلاحیتوں اور ان کے تصرفات کے منکر ہیں۔ ان روایات کو پڑھ کر ان روشنی کے میناروں سے ہدایت کا نور حاصل کرتے۔خوش نصیب اہل سنت ہیں کہ خدا کے محبوب اور پیاروں کا ادب واحترام انہی کا نصیب ہے۔

حضور پیر سیال لجپال کا پروردگار کی بارگاہ میں مقام ہے کہ اپنے محبوب بندے کی خاطر دریا کی طغیانی اور پانی نقصان کرنے کی بجائے خیروعافیت کا پیغام دیتے ہیں۔

۲ ﴿پیرزادے کا ادب﴾

حضرت ثانی لا ثانی خواجہ محمد دین سیالوی رضی اللہ عنہ چاچڑ شریف تشریف لے گئے مولانا محمد فضل الدین چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ یک لخت آپ کا رنگ بدلا اور بدن سے پسینہ بہنے لگا ایک لمحہ کے اندر آپ وہاں سے پلٹے اور مزار سے کافی دور جا کر دوبارہ فاتحہ پڑھنے لگے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک محرم راز خادم بھی تھا اس کے پوچھنے پر فرمایا کہ جب میں مزار پر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھنے لگا تو مولانا فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آپ میرے پیرزادے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہیں اور میں لیٹا ہوں یہ گستاخی مجھ سے نہیں ہو سکتی۔آپ مزار سے دور ہٹ کر فاتحہ پڑھئے ورنہ میں شریعت کا پردہ چاک کرنے لگا ہوں۔تو میں اس ڈر سے کہ قلندر ہیں کہیں مزار سے باہر نہ آجائیں مزار سے دور کھڑا ہو فاتحہ پڑھی۔

(نور التقال فی خلفائے پیر سیال)

Scanned with CamScanner

تبصرہ:

اس کرامت سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی سے زیرِ زمین بھی اشیاء مثل آئینہ کے ہوتی ہیں۔ ثانی غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کو پتہ چل گیا۔ کہ فضل الدین صاحب نے کیا کہا آپ نے ان کی بات کو سنا بھی اور قبر میں موجود حالت کو مشاہدہ بھی فرمایا۔ جس سے پتہ چلا کہ اولیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ اللہ کی نعمتوں اور رحمتوں سے لطف اٹھاتے ہیں جب پیر سیال لجپال غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ کی یہ حالت ہے تو مرشد کامل یعنی میرے پیر سیال لجپال کی برزخی اور قبر کی زندگی بدرجہ اولیٰ خوبصورت ہوگی۔ یہ بھی سبق ملتا ہے کہ بیعت ہونے کے بعد مرید کے دل میں اپنے شیخ کی محبت اور ادب کا ہونا ضروری ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں تصوف کا مدار عشق ہے اور عشق میں اول تا آخر ادب درکار ہوتا ہے۔ عام طور پر ہم مقولہ بولتے ہیں باادب بانصیب بے ادب بے نصیب ۔۔۔ محبوب کی گلی، کوچے اور فضائیں مرید کی چاہت ہوتی ہیں جن کا مظاہرہ ہم اپنے بزرگوں کی زندگیوں میں دیکھتے ہیں کہ وہ کسی طرح گلی میں دوڑنے والے کتوں کو بھی ادب سے آنکھوں کی ٹھنڈک سمجھتے ہیں۔

مرید میں زمین کی صفت ہونی چاہیے تاکہ پیر آسمان بن کر کبھی اس پر پانی برسائے کبھی آفتاب کی گرمی پہنچائے کبھی بادل کی طرح سایہ میں رکھے الطاف کی خوشبودار ہوا چلتی رہے تاکہ اس کی کھیتی پختہ ہوکر اس کو مالدار بنادے۔ جب بیعت ہوجائے تو اپنی خواہش، تمنا آرزو اور رائے کو چھوڑ دے اگر ظاہری طور پر اس کو کوئی بات خلاف بھی دکھائی دے تو وہ حکمت سے خالی نہیں ہوگی۔ اے خوش نصیب! آج زیادہ تر لوگ ادب سے خالی دامن ہیں جو اپنے شیخ پر بھی انگلی اٹھانے سے گریز نہیں کرتے پہلے لوگ جب پیر سیال شریف کی حدود میں آتے تو

Scanned with CamScanner

ننگے پاؤں اور ادب واحترام سے استنجا بھی کرنا ہوتا تو دور نکل جاتے تھے۔ خاص طور پر کسی اللہ کے ولی کے قرب یعنی اس بستی میں رہنے والوں کے لیے بھی تعظیم اور ادب بہت ضروری ہے۔

علم پڑھیا تے ادب نہ سکھیا
کیہ لینا علم نوں پڑھ کر ہو

۳ ﴿قیامت کے دن پہچان لوگا﴾

حضرت خواجہ محمد شمس العارفین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر کے موقع پر ایک شخص نے ثانی خواجہ حافظ محمد دین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کو چاندی کا ایک روپیہ نذر کیا اس کے دل میں خیال آیا کہ اتنی بھیڑ میں حضرت خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ ہر ایک کی طرف متوجہ نہیں ہو رہے۔ میدان حشر کے اجتماع اور ہجوم میں غلاموں کو کیسے پہچانیں گے؟

فراست مومن سے حضرت ثانی سیالوی رحمتہ اللہ علیہ اس کے خیال سے مطلع ہو گئے اور فرمایا کیا یہی تیرا روپیہ ہے؟ اس نے عرض کیا حضور یہی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا روپوں کے ڈھیر سے اگر تیرا روپیہ ڈھونڈا جا سکتا ہے تو قیامت کے دن تجھے کیوں نہیں پہچانا جا سکے گا؟ (ھوالحمید)۔

تبصرہ:

حضرت خواجہ محمد شاہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس مہار شریف کے قریب گاؤں سے عورتوں کا ایک گروہ حاضر خدمت ہوا آپ اس وقت وظائف سے فارغ ہو کر چارپائی پر دراز تھے۔ انھوں نے سوال کیا قبلہ! آپ کے مریدوں کی تعداد لاکھوں سے زیادہ ہو گئی ہے اور ہر روز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ یہ لوگ آپ

Scanned with CamScanner

سے بیعت اس نیت سے کرتے ہیں اور اسی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں کہ کل قیامت میں آپ پروردگار غفار سے ان کے لیے بخشش کی شفاعت کریں گے۔ لیکن آپ بیعت کرتے ہیں اور کہتے ہیں اٹھو اور چلے جاؤ وہ بے چارے بعض اوقات دن میں بیعت ہوتے ہیں اور بعض اوقات رات کے وقت۔ اور اسی وقت قدم بوسی کے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے اور دل میں کھٹکتا ہے کہ اتنے بڑے انبوہ و اژدہام یعنی ہجوم میں قیامت کے روز کس طرح مرید و غیر مرید کی پہچان کریں گے؟ جبکہ صرف چند منٹ آپ کے ساتھ رہتا ہے اور اس میں کوئی پورا دن اور پھر وہ چلے جاتے ہیں۔

ان کا سوال سن کر آپ رحمتہ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا تم نے گڈریوں اور چرواہوں کو نہیں دیکھا کہ سینکڑوں کی تعداد میں ان کا مال بھیڑیں اور بکریاں ہوتی ہیں اور وہ دن بھر اکٹھا گڈمد ہو کر جنگل اور پہاڑوں میں چرتا ہے اور جبکہ شام کے وقت اندھیرا چھا جاتا ہے تو گھروں کو جاتے ہیں اور وہ چرواہے اپنا اپنا مال الگ الگ کر کے گھروں کو جاتے ہیں۔ حالانکہ اس مال کی رنگت و قد وغیرہ ایک جیسے ہوتا ہے، مزید یہ کہ گڈریے، چرواہے احمق و نادان خیال کیے جاتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن ہم اپنوں دوستوں کی ہڈیاں پہچان لیں گے اور ایک ایک کو پکڑ کر جنت میں لے جائیں گے۔ (راحت العاشقین)

اسی طرح کی کئی روایات و کرامات بزرگوں سے منقول ہیں کہ قیامت کے دن انھیں اپنے مریدوں کی پہچان حاصل ہوگی اے مرید صادق: یہ سچ ہے کہ اولیاء اللہ اپنے متعلقین کو اس دنیا میں بھی نہیں بھولتے اور محشر میں کیسے بھولیں گے۔ جب رحمت عالم ﷺ کے لوائے حمد کے نیچے ہوں گے۔ لہٰذا منکرین کا ان مقبولوں کو بعداز وصال اس جہاں اور بالخصوص امداد و اعانت کے طالب گاروں

Scanned with CamScanner

سے غافل کہنا اور بتوں والی آیات ان پر لگانا انھیں عاجز و قاصر اور مجبور و معذور قرار دینا سراسر لغو اور آیات و احادیث اور اکابرین امت اور مقتدایان ملت کی تکذیب ہے۔

وہ مسکرائے کہ جاں سی کلیوں میں پڑ گئی
وہ لب کشا ہوئے تو گلستان بنا دیا

﴿جنتی ہونا چاہیے﴾

ایک بار آپ رحمتہ اللہ علیہ دھنی کے علاقہ ہندوستان میں تشریف لے گئے۔ چونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو زیادہ بدنی کمزوری تھی آپ سواری کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے عاشق لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو پالکی میں سوار کر کے اپنے کاندھوں پر اٹھا کر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں لے جاتے تھے۔ اور ابھی ایک دیہات والے اپنے دیہات میں لے جاتے ہیں کہ دوسرے گاؤں والے پہلے پالکی لے کر آموجود ہوتے تھے۔ اور کبھی کبھی دو قریب قریب گاؤں والوں کی بحث و تکرار بھی ہوتی تھی جس کا حل خود ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے۔

اسی سفر میں محرم شریف کی پانچ تاریخ بھی ایک گاؤں میں آگئی وہاں کے باشندوں نے آپ کی پالکی کو بلند اٹھا کر عام اعلان کر دیا جو شخص بہشتی یعنی جنتی ہونا چاہیے پالکی کے نیچے سے گذر جائے اس پر ہزاروں لوگ فرید فرید پکارتے پالکی کے نیچے سے گذرنے لگے آپ فرماتے ہیں یعنی ثانی رحمتہ اللہ علیہ میں نے انھیں اس حرکت سے روکا اور بہت چلائے کہ بھائیو؛ مجھے کیوں گناہ گار کرتے ہو مجھے بت نہ بناؤ مگر وہ کب باز آنے والے تھے اسی طرح شروع رہے۔ آپ فرماتے ہیں مجھ پر سخت رقت طاری ہوگئی اور میں نے دیکھا کہ مسلمان تو خیر کئی ہندو مرد اور عورتیں بھی پالکی کے نیچے سے گذر گئے میں دل میں کہتا تھا کہ مسلمان تو

Scanned with CamScanner

انشاء اللہ وارث جنت اور مستحق بخشش الٰہی ہیں۔ یہ ہندو کس اعتقاد سے ایسا کر رہے ہیں؟

میں ایسی حالت رقت اور کیفیت میں خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا اے خدایا: تو جانتا ہے میں کیا اور میری حیثیت کیا ہے؟ مگر چونکہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس بندہ ناچیز کو تیری بارگاہ میں مقام حاصل ہے۔ تو رحیم و کریم ہے اور ان کے اعتقادات اور نیتوں کو اچھی طرح سمجھتا ہے اور ان کے مطالب کو پورا کرنے والا ہے۔ آپ ہی اپنے طفیل ان کے حال پر رحم فرما۔

(فوز المقال فی خلفائے بدر سیال)

تبصرہ:

جو بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اپنے پیارے بندے کا ہو جائے تو کونسی چیز ہے جو خدا کے محبوبوں کے پاس نہیں ہو گی۔ حضور اکرم ﷺ جو قاسم نعمت ہیں ان کی بھی خصوصی مہربانیوں کرم نوازیوں اور نوازشوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو پھر اولیاء اللہ کا ہاتھ خزانوں میں ہوتا ہے۔ ثانی لاثانی غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی پالکی کے نیچے سے لوگ گذر کر خود کو جنتی بنا رہے تھے اور ہزاروں گذر رہے تھے۔ حقیقت میں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ محبوبان الٰہی کو اختیار ہوتا ہے کہ اس کی بارگاہ سے گناہوں کی معافی کرا کے بخشش اور معافی کی خوشخبری سنائیں۔ یہ بات بے خوف ہو کر کہی جا سکتی ہے کہ ولیوں کے ساتھ نسبت اور تعلق کئی سالوں کی عبادت سے بڑھ کر ہوتا ہے کہ ان کو دیکھنے والا بھی محروم نہیں رہتا، معرفت الٰہی کے خزینے ملتے ہیں۔ ذوق و شوق ملتا ہے۔ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا اسے آگ نہیں چھوئے گی گویا جس طرف نگاہ عنایت اٹھتی ہے دم میں دم آجاتا ہے کام

Scanned with CamScanner

سنور جاتے ہیں۔ چہرے نکھر جاتے ہیں۔ تمام سلاسل میں بزرگ مختلف بشارتیں دیتے رہے ہیں۔ حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"هر مسلمانے که درمسجد و خانقا من گذشته است عذاب قیامت بادنخواهد شد"

جو مسلمان میری مسجد اور میری خانقاہ سے گذرا اس پر عذاب قیامت نہ ہوگا۔ (انوار فرید)

حضرت غوث بہاء الحق علیہ الرحمتہ کو غیب سے بشارت ہوئی کہ

"امروز هر کس کسے روئے تو بیند آتش دوزخ بروئے حرام کرد

کہ آج جو کوئی تمہارا چہرہ دیکھے گا اس پر آتش دوزخ حرام ہو جائے گی۔ یہ سن کر حضرت اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ملتان کے کوچہ و بازار میں گھومنے لگے۔ تا کہ امت رسول اللہ ﷺ کے لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں دیکھ لیں۔

بابا خواجہ غلام فرید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ جو فرید سے مصافحہ کرے گا اور اس کے مریدوں کا مرید ہوگا وہ عذاب دوزخ سے نجات پائے گا۔ (انوار فرید) آپ رحمتہ اللہ علیہ کے آستان پر جنتی دروازہ مشہور ہے۔ جہاں بڑے بڑے اولیاء و اصفیاء اور گناہ گار افراد اس بشارت کے تحت گذرتے ہیں کیونکہ خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ نے الہامی حکم پایا کہ "من دخل هذا الباب امن" جو اس دروازہ سے گذرے گا امن پائے گا۔

اسی طرح پیر پٹھان غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے ہر روز ہاتف غیب سے یہی آواز آتی ہے کہ تمہیں دیکھنے والا جنتی ہے اور فرمایا جو ہمارے لنگر خانے کی جنوبی سمت والے دروازے سے گذر جائے گا۔ اس پر دوزخ کی

Scanned with CamScanner

آگ حرام ہے۔ اسی طرح ربیع الاول کے مہینے میں مرد و عورتیں زیادہ تعداد میں تونسہ شریف آ کٹھے ہو گئے جب سبب پوچھا تو کہنے لگے ہم نے گاؤں میں اعلان سنا جو آج آپ کی زیارت سے مشرف ہوگا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ (راحت العاشقین ص ۲۲۲ میاں محمد درزی) اگر یہ باتیں ہضم نہ ہوں تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ خدا توبہ کی توفیق دیتا ہے جس سے آدمی جنتیوں والے کام کرتا ہے۔

۵ ﴿وفات کے بعد علاج﴾

صاحبزادہ محمد بدر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم دونوں بھائی ایک ہی کمرے میں لیٹے ہوئے تھے۔ (آپ شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ کے برادر حقیقی تھے)۔ اور حضور شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ سخت بیمار تھے اور بیماری اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ آپ کی صحت کے بظاہر کوئی آثار نہیں تھے۔ رات گئے کوئی شخص اس کمرے کی کھڑکی کے قریب آ کر باہر سے آواز دے کر پوچھتا ہے قمر الدین کیا حال ہے؟ آپ نے کہا سخت تکلیف اور پریشانی ہے۔ اُدھر سے آواز آئی پھر میں ہی نہ تیرا علاج کر دوں انھوں نے کہا اگر آپ نہیں کریں گے۔ تو اور کون کرے گا؟

صبح ہوئی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی طبیعت سنبھلی ہوئی تھی اور بھوک بھی محسوس ہونے لگی تھی۔ حالانکہ کافی دنوں سے آپ نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ دوسری رات پھر وہی آواز آئی قمر الدین اب کیسا حال ہے؟

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا غریب نواز اب آپ کی دعا اور نظر کرم کا صدقہ ٹھیک ہوں۔ میں نے دریافت کیا یعنی خواجہ محمد بدر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے کہ یہ کون شخص تھے؟ آپ نے یعنی شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ بالآخر جب بہت مجبور کیا تو فرمایا "یہ حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد دین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ (ضیاء حرم شیخ الاسلام)۔

Scanned with CamScanner

تبصرہ:

حضرت خواجہ فخر جہاں رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا جنازہ خود آپ پڑھا۔ آپ سے ایک غلام بدیع الدین نے پوچھا کہ اولیاء کی حیات اور شہدا کرام کی زندگی کس طرح ہوتی ہے؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جب میرا جنازہ پڑھنے کی تیاری ہوگئی تو ایک شخص اونٹ سوار پہاڑ کی جناب سے آئے گا اور وہی میرا جنازہ پڑھائے گا۔ جب وہ واپس جانے لگے تو مسئلہ ان سے پوچھ لینا چنانچہ فخر جہاں رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو غسل وکفن دے کر جنازہ کے لیے لائے تو لوگ بے شمار تھے۔

جب جنازہ تیار ہوا تو بدیع الدین نے کہا مولانا نے فرمایا تھا کہ پہاڑ کی طرف سے ایک اونٹ سوار آکر میرا جنازہ پڑھائے گا۔ اس کا انتظار کرنا ہے انہیں باتوں میں تھے کہ وہ شخص آگیا خاموشی سے امامت کرائی صفیں تو پہلے ہی انتظار میں تھیں تمام نے اقتدار کی نماز جنازہ سے فارغ ہوکر وہ چل دیے۔ بدیع الدین صاحب ان کے پیچھے ہو لیے جب پہاڑ پر گئے تو بدیع الدین نے عرض کیا مولانا فخر جہاں رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے۔ آپ متوجہ ہوئے تو مذکورہ سوال پیش کیا، چہرہ سے پردہ اٹھایا تو فخر جہاں رحمتہ اللہ علیہ تھے مرید قدموں میں گر گئے وہیں بیٹھ کر گفتگو کی اور بے تکلفانہ باتیں کیں۔ آپ نے حکم فرمایا روزانہ یہاں آکر ملاقات کرلیا کرو۔ چنانچہ بدیع الدین روزانہ اسی جگہ پر حاضری دیتے تھے اور کسی قسم کا غم کا اثر معلوم نہ ہوا تو دوستوں نے کہا بدیع الدین کو اپنے مرشد کامل سے جدائی کا کوئی غم نہیں ہے اور مرید ہونے کا ویسے ہی دعویٰ کرتا ہے۔

لیکن دوستوں نے زیادہ چہ میگوئیاں کیں تو کہا جسے اپنا شیخ روزانہ ملتا ہو اسے غم کیسے ہوگا؟ میں تو روزانہ فلاں پہاڑ پر جا کر آپ سے ملاقات کرتا ہوں جب

Scanned with CamScanner

دوسرے دن مقررہ جگہ پر حاضر ہوئے تو مولانا تشریف نہ لائے، وہیں روتے رہے اسی حالت میں نیند آئی تو خواب میں غریب نواز مولانا فخر جہاں رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا تو نے میرا وعدہ بھلا دیا اور عمل نہ کیا یعنی آپ دوسروں کو نہ بتانے کا فرمایا تھا۔ اب عالم بیداری میں میری ملاقات تجھے میسر نہ ہوگی البتہ اسی طرح یہاں آکر سو جایا کرو ملاقات ہوگی۔ (انوار قمریہ)

اے طالب صادق تو جان کہ پیر کامل قبر میں زندہ ہوتا ہے وہاں سے اپنے مریدوں کے حال کی خبر ہوتی ہے۔ جیسے ثانی غریب نواز نے بیمار پرسی فرمائی اور صحت یابی اپنے کرم سے عطا فرمائی نگاہ مصطفیٰ ﷺ کے صدقے سے ہمارے صدیق رضی اللہ عنہ زندہ، فاروق رضی اللہ عنہ زندہ، عثمان رضی اللہ عنہ زندہ۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ زندہ، ہر ولی زندہ، داتا علی زندہ، پیر جیلانی زندہ، خواجہ اجمیری زندہ، بابا فرید زندہ، پیر پٹھان زندہ، پیر سیال لجپال زندہ، ہر مزار زندہ، ہر دربار زندہ۔

﴿جو مرضی ہے مانگ لو﴾

ایک دفعہ ایک سفر میں کسی غلام نے ضیافت کی اور جو کچھ سامان تھا پکا کر خدمت اقدس میں حاضر کیا حضور ثانی رحمتہ اللہ علیہ خود اپنے ہاتھوں سے تقسیم فرمانے لگے۔ اسی دوران میاں احمد زوج مائی بانو مرحومہ نے عرض کیا کہ حضور مجھے مچھلی کے کباب چاہیں۔ حضور نے بغیر کسی وقفہ کے نکال کر سامنے ڈال دیئے۔ حضرت مولوی نصیر چاچڑوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس دعوت میں، میں موجود تھا مجھے خیال آیا کہ گوشت کا خشک کباب ہو۔ تو کیا اچھا ہو اس خیال کا دل میں آنا تھا کہ ثانی غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے فوراً کباب کا طبق مجھے عطا فرمایا غرضیکہ سب نے کچھ نہ کچھ مانگا اور آپ نے عطا فرمایا۔ آخر میں بڑے جوش سے فرمانے

Scanned with CamScanner

لگے کہ جو چیز کسی کو پسند ہو مانگے انشاء اللہ موجود ہو جائے گی۔ میاں احمد کو خاص طور پر ایک دو دفعہ فرمایا کہ اس وقت جو کچھ مانگنا ہے مانگ لو، بعد کا میں ذمہ دار نہیں لیکن پھر کسی نے کچھ نہ مانگا۔ (محبوب پیر سیال ۱۳۴)

تبصرہ:

اللہ تعالیٰ کے دوست اور محبّ کئی اختیارات کے مالک ہوتے ہیں جب اطاعت الٰہی اور اطاعتِ رسول ﷺ اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتے ہیں تو بادل، گنبدا فلاک، کوہ وصحرا، سمندر اور ہوائیں وغیرہ ان کے تصرف میں ہوتی ہیں۔

میری مشاطگی کی کیا ضرورت حسنِ معنی کو
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنا بندی (اقبال)

۷ ﴿تم کامیاب ہو گے﴾

مولوی محمد ذاکر صاحب بگوی جو سالک با کمال اور فاضل بے مثال تھے اور ثانی علیہ الرحمتہ سے خلافت کے مجاز تھے۔ اور عالم ممتاز تھے ۔ انھوں نے بیان کیا کہ میں نے حضور ثانی غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک کام کے حل کے لیے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ تم خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ عنہ کے آستان پر جاؤ اور اپنا حال سناؤ جاتے ہی قطب الاقطاب کی عنایت سے کامیاب ہو جاؤ گے۔ میں نے گذارش کی کہ بندہ کی رخصت تھوڑی ہے۔ سفر بڑا ہے آپ رحمتہ اللہ عنہ نے بڑی توجہ کے ساتھ فرمایا کہ کوئی فکر کی بات نہیں۔ تم اپنے مقررہ کام پر رخصت کے دنوں سے پہلے پہنچ جاؤ گے فدوی نے نیاز مندانہ عرض کی کہ یہ خاکسار ابھی جانے کو تیار ہے۔ تب حضور نے خوش ہو کر فرمایا کہ جلدی لنگر کے گھوڑے پر سوار ہو کر ابھی ترکھانوالہ میں جاؤ اور وہاں حیات اللہ افغان سے گھوڑا

Scanned with CamScanner

لیکر شام کے وقت گاڑی پر سوار ہو جاؤ۔ ان شاء اللہ کل کو دریائے سندھ سے گذر کر حضور میں ضرور حاضر ہو جاؤ گے۔ اور راستہ میں کوئی تکلیف نہ پاؤ گے۔

پس جناب کے ارشاد سے میں عصر کے وقت رخصت ہو کر شام کے وقت حیات اللہ خان ترکھان والا پہنچا اور حضور کا فرمان بیان کیا تو اس نے کہا کہ آج کی رات گاڑی پر تم ہرگز نہیں پہنچ سکتے کیوں کہ گاڑی کے آنے کا وقت بہت قریب ہے اور درمیان میں فاصلہ زیادہ ہے ۔ میں نے کہا کہ حضور رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی تاکید سے فرمایا ہے کہ تم ضرور گاڑی پر چڑھ جاؤ گے، اس لیے میں جاتا ہوں یہاں نہیں رہتا۔ آخر اس بات کے تکرار اور اصرار کے بعد اس سے گھوڑا اور خدمت گار ساتھ لیا اور سوار ہو کر اس وقت اسٹیشن پر پہنچا، جب انجن چلنے کو تیار تھا، میں دوڑ کر فوراً گاڑی میں بیٹھ گیا اور ایک دم انجن چل پڑا۔ خدا کی قدرت اس روز گاڑی پچھلے اسٹیشن پر لیٹ ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے گاڑی مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ دیر سے آئی تھی۔ آخر جب یہ غلام کوٹ سلطان سے اتر کر اونٹ پر سوار ہو کر تونسہ شریف کا راستہ لیا تو آگے سندھ کا دریا بے کنار اور زیادہ پانی دور سے نظر آرہا تھا لوگوں نے کہا آج اس سے گذرنا مشکل ہے کیونکہ مسافر بے چارے دو دو دن تک کشتی کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں۔ دوسرے تیسرے روز بڑی تکلیف سے پار جاتے ہیں۔

خدا کی مہربانی اور مرشد کی شفقت سے جب یہ گناہ گار بندہ دریا کے کنارے پر گیا تو ملاح نے پکارا کہ یہ کشتی اب جانے کو تیار ہے، دوڑ کر آؤ اور کشتی میں بیٹھ جاؤ میں تیزی سے وہ دریا کا مشکل سفر طے کر کے سلیمان زمان رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر مشرف ہوا اور روضہ مقدسہ کے اندر جاتے ہی مشکل مسئلہ حل ہو گیا اور نہ حل ہونے والا مطلب پورا ہو گیا۔ پھر یہ مسکین اس دربار پر انوار سے

Scanned with CamScanner

جلدی جدا ہو کر واپس اپنے مکان پر پہنچ گیا۔ "سبحان اللہ" (انوار شمسیہ ۸۳)

تبصرہ:

ثانی لاثانی غریب نواز حضرت خواجہ محمد دین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کرامت سے معلوم ہوا کہ جو مسائل ہماری عقل سے وراء ہوں وہ ایک نگاہ میں حل ہو جاتے ہیں۔

پیر پٹھان حضرت خواجہ محمد شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض باکمال ہے جن کے آستانے پر فیوض و برکات سے دامن تنگ دکھائی دیتا ہے۔ اور ثانی غریب نواز نے فرمایا تم ضرور پہنچ جاؤ گے تو پھر بگوی صاحب کیسے گاڑی سے رہ جاتے اور دریا کس طرح راستہ روکتا، جب خدا کے محبوب بندے کی زبان سے یہ نکل گیا تھا کہ جا کر تم واپس خیریت سے آجاؤ گے اشاروں میں آنے والے کل کی خبر دے رہے ہیں واپسی تک زندگی کے بارے بھی فرما رہے ہیں پھر مرید صادق خوشی کے ساتھ اپنی منزل مقصود پر جا کر اپنا مسئلہ حل کر کے واپس لوٹ آیا اب وہ مسئلہ چاہے معرفت کا تھا۔ طریقت و حقیقت کا تھا۔ یا دنیاوی تھا۔ اس عظیم بارگاہ میں داخل ہوتے ہی حل ہو گیا۔ اب یہ مت سوچیں کہ شاید ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حل نہیں تھا، اس لیے وہاں بھیجا۔ نہیں بلکہ بارگاہ سلیمان کی محبت و ادب کا اظہار تھا اور پیر پٹھان کے روحانی کمالات کا اقرار تھا۔ صادق مرید کی تربیت سلیمانی پر فخر ہے کہ ہمیں پیر سیال لجپال جیسا سوہنا پیر کامل عطا کیا۔

کیمیا پیدا کن بر ذات گلے
بوسہ زن بر آستان کاملے (اقبال)

اپنی ذات میں کیمیا پیدا کر اور کسی کامل شیخ کے آستانے پر بوسہ دے۔

Scanned with CamScanner

۸ ﴿الہامی ختم ہے﴾

ایک دفعہ حضرت صاحب (ثانی غریب نواز رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ مولوی صاحب نے مجھ سے ختم خواجگان کی وجہ سے دریافت کی چونکہ مجھے معلوم نہیں تھا میں نے حضرت صاحب تونسوی رضی اللہ عنہ کی خدمت مبارک میں عرض کیا ارشاد ہوا کہ ہمارے پیران عظام اسی طرح کرتے ہیں ہم بھی کر لیتے ہیں ۔ بعد از مدت جب میں اجمیر شریف حاضر ہوا ایک روز اکیلا میں ہی روضہ کے اندر تھا اور خواجہ صاحب کے پاؤں کی طرف کھڑا تھا کہ یکا یک ایک شخص اندر آیا اور بلند آواز جیسے کہ بالکل ظاہری حیات میں زندہ شخص سے پوچھتے ہیں ۔ حضرت خواجہ بزرگ (حضرت معین الدین اجمیری رضی اللہ عنہ) سے یہی بات پوچھی مزار مبارک سے آواز آئی آواز عین حضرت شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی آواز سے ملتی تھی کہ یہ ختم الہامی ہے ۔ اور جس طرح ارشاد ہوا پڑھا جاتا ہے اور ہم نے بھی شروع کیا تھا۔ (برکات سیال ۱۴۱)

تبصرہ:

خواہیں محبت کا اللہ نگہبان ہو
ہر قطرہ دریا میں دریا کی گہرائی

اے حقیقی طالب: جس چیز کا وجود کتاب وسنت میں موجود نہ ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ غلط ہے بعض چیزیں جو مقدس آستانوں پر جاری وساری ہوتی ہیں ۔ وہ اصل میں الہامی ہوتی ہیں یا پھر سینۂ مصطفیٰ ﷺ سے براہ راست حاصل ہوتی ہیں ۔ اگر وہ ظاہرا شریعت سے نہیں ٹکراتیں تو پھر جائز اور مستحب ہیں ۔ جیسا کہ پیر سیال کے آستان پاک پر ختم خواجگان پڑھتے ہیں یا پھر سال میں قضا

Scanned with CamScanner

عمری پڑھتے ہیں۔ لوگ ان کے بارے پوچھتے ہیں تو ان کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ جن مقدس ہستیوں کے آستان پر یہ بدعت حسنہ شروع ہوتی ہے۔ ان سے بڑا عالم کوئی نہیں۔

سچی بات ہے ہم ظاہر بیں ہیں۔ معرفت آشنا اور حقیقت بین نہیں ورنہ لب خاموش ہوتے۔ اللہ ان کے آستانوں کو آباد رکھے جن سے مختلف خوشبوئیں میسر ہوتی ہیں۔ جن کو سونگھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے جلوے نظر آتے ہیں۔

دل بینا خدا سے طلب کر
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

۹ آنکھ مبارک کا بند ہونا

مولوی غلام دستگیر بیخود فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضور (ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ آپ بائیں آنکھ بند کیے ہوئے بیٹھے ہیں، میں نے اس سے پہلے مقربان بارگاہ سے سنا ہوا تھا کہ یہ کسی خاص مقام کا نشان ہے۔ اور یہ بھی صحیح روایت ہے کہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ بھی کبھی کبھی اس چشم مبارک کو بند کر لیتے تھے اور خواجہ اللہ بخش تونسوی رضی اللہ عنہ کی زیارت سے میں خود بھی مشرف ہوا ہوں اور اس حالت کو خود دیکھا ہے۔

چنانچہ میں نے جب اپنے غریب نواز کو اس حالت میں دیکھا تو دل میں خیال کیا کہ یہ بھی نعمت متوارثہ کا اثر ہے کہ آپ نے بھی وہی آنکھ بند کی ہوئی ہے۔ اس خیال کا دل میں آنا تھا کہ حضور خواجہ محمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دست

Scanned with CamScanner

مبارک سے چشم مبارک کو کھول کر میری طرف دیکھا اور فرمایا" مولوی صاحب، میں نے تو یہ آنکھ اس لیے بند کی ہے کہ مجھے اس سے کچھ نظر نہیں آتا۔

کہتی ہے عاشقوں سے سر بزم ان کی آنکھ
میری طرف نہ دیکھے کوئی اک بلا ہوں میں

(بیخود، محبوب سیال ۱۴۳)

تبصرہ:

اے مرید صادق: جان لے جب بندہ مومن اپنے پیر و شیخ کو راہرو، رہبر، منزل، کشتی، ساحل، ناخدا، دانہ، کھیتی، باراں، قیس، لیلیٰ، صحرا، محمل اور مثل بحر بے پایاں مان لیتا ہے تو جہاں ظاہراً جمال و جلال سے ملتا ہے اسی طرح باطناً بھی فیض و کمالات کا چشمہ بہتا ہے۔ اور پھر پیر سیال پر خصوصی مہربانیاں اور نوازشات الٰہیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے مدنی محبوب ﷺ کی بھی زیادہ کرم فرمائیاں ہیں تو پیر پٹھان غریب نواز رضی اللہ عنہ نے بھی خوب نوازا ہے کہ عالم میں شمس نورانی کی کرنیں پھیلی ہیں ایسے ہی آنکھ اور چشم مست کا بھی فیض ہے جو جاننے والے سمجھتے ہیں ہم تو قال سے تعلق رکھتے ہیں حال تو خدا جانتا ہے۔ باقی اولیاء تو دلوں کے راز اور بھید بھی جانتے ہیں۔ مدعا زبان پر نہ لایا جائے تو لوح محفوظ سے بھی مطالعہ فرما لیتے ہیں۔ تجلیات الٰہیہ سے بھی ہر چیز روشن ہوتی ہے۔ شوق جن کی لے ہو نغمہ اللہ ہو جن کے رگ و پے میں ہو تو کچھ چھپتا نہیں۔ نہاں خانہ دل سے اس چشم بینا کے آگے موج موج، صدف صدف مرید کی زندگی ہوتی ہے۔

نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اس میں
نہ پوچھ اے ہم نشیں مجھ سے وہ چشم سرمہ سا کیا ہے (اقبال)

Scanned with CamScanner

۱۰ ﴿لاحل معاملہ حل کر دیا﴾

مولوی محمد سعید ساکن میانی اور فضل احمد ساکن رتیڑی نے میرے پاس ذکر کیا کہ مولوی صاحب قاضی محمد ساکن نوشہرہ نے جو عالم اور فاضل نامور تھے۔ یوں بیان کیا جب حضرت خواجہ محمد شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے اس دار فانی سے دارالبقا کی طرف تشریف لے گئے۔ تو اس وقت پیر سیال لجپال کی جدائی اور حسرت سے میں ایسا بے قرار ہوا کہ سیال شریف کے دربار پر جانا چھوڑ دیا۔ اس خیال سے کہ جب وہ مقتداء زمان اس مکان سے چلے گئے ہیں تو اب کس کے لیے وہاں جاؤ اور کسی کو حال سناؤ؟

چونکہ اس حالت میں کتاب فتوحات مکیہ اکثر اوقات مطالعہ میں رکھتا تھا اور وقت بسر کرتا تھا۔ ایک دن اس میں وحدت وجود کی نسبت ایک مجھ سے نہ حل ہونے والا مقام جو مشکل تھا میرے سامنے آیا میں نے بہت فکر ڈورایا مگر کچھ بھی سمجھ نہ آیا۔ آخر ہندوستان کے علماء جو بڑے بڑے تھے اور مشہور فضلاء سے اس کے بارے پوچھا تو بعض نے یہ جواب دیا کہ یہ اغوات صوفیہ ہیں۔ اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے بھی لکھا یہ شطحیات صوفیہ ہیں (شریعت کے خلاف کلمات جو اللہ والوں کے منہ سے بے اختیار نکل جاتے ہیں)۔

اس کے بعد ایک دن اتفاقاً ایک مقدمہ کے دوران میں ساہیوال کے مقام تک میرا جانا ہوا جو وہاں حاکم کا قیام تھا اس کے پاس پیش ہونا تھا۔ جب وہاں سے میں فارغ ہوا تو دل میں خیال آیا کہ اس جگہ سے سیال شریف بہت قریب ہے جا کر شمس الانوار کی مزار کا دیدار کر آؤں پس وہاں سے چل کر دربار عالیہ پر آیا۔

Scanned with CamScanner

آستان پاک پر حاضری کے بعد حضرت ثانی لاثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کی تو آپ اس وقت حیات اللہ افغان سے کچھ بیان فرما رہے تھے اس وقت کشف سے جو میرے دل میں جو مسئلہ تھا اس کے بارے باکمال ہستی نے بیان کرنا شروع کیا اور خان صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے ان کلمات مشکل کا جو میرے خیال میں تھا جواب ٹھیک ٹھیک دینا شروع کر دیا۔ چنانچہ اسی وقت اس نہ حل ہونے والا کلام کے اجزا بہترین طریقے سے مجھے ذہن نشین ہو گئے اور دل کے خطرات اور سوچیں ختم ہو گئیں۔ (انوار شمسیہ ۸۷)

تبصرہ:

محی الدین ابن عربی کی کتاب فتوحات مکیہ بہت مشکل اور دقیق مسائل پر مشتمل کتاب ہے بغیر کسی قابل استاد کے سمجھنا مشکل ہے وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے ساتھ قلبی واردات پر مشتمل مضامین ہیں۔ اسی لیے مولوی صاحب کو بڑے فضلا جواب نہ دے سکے لیکن زیب سجادہ آستانہ عالیہ سیال شریف پر حاضری کے دوران ثانی خواجہ محمد دین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے لمحہ میں مشکل کلمات کو حل کر دیا اور دلی اطمینان کی دولت بخشی۔

حقیقت میں عارف باللہ اور ولی اللہ جہاں خود کو ظاہری علم سے آراستہ کرتے ہیں وہاں بعض کو اللہ تعالیٰ علم لدنی بھی عطا فرماتا ہے جس کے سامنے پھر یہ دنیاوی علوم حرف تہجی کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔ کچھ پیارے بندے وہبی علم سے بھی پیراستہ ہوتے ہیں۔

بس یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے ذرہ کو صحرا کر دے۔ قطرہ کو سمندر بنا دے۔ فقیر کے سر پر تاج سجا دے۔ پہلے پیر ظاہری اور باطنی علوم میں مہارت حاصل کرتے اور پھر اپنے وجود پر لاگو کرتے تھے وہ مفکر، محدث، مفسر، عالم اور ،

Scanned with CamScanner

باعمل ہوتے تھے۔

آج تصوف و درویشی جھوٹ، دولت کی ہوس اور بے عملی کا نام ہے۔ وہ صاحب اسرار جن کے نوائے جگر سے عفت کشور بے تیغ و تفنگ تسخیر ہوتے تھے ناپیدا ہو چکے ہیں۔ مدرسے ویران ہیں جہاں اللہ والے قرآن و حدیث سے دلوں میں گداز پیدا کرتے تھے۔ وہ خانقاہیں جہاں اللہ کے شیر تھے اب حقیقت اسلام سے بے بہرہ اور نا آشنا ملنگوں اور قلندروں کے تصرف ہیں۔ نور و معرفت سے منور چہرے، سجدوں کے نشان والی پیشانیاں کچھ کچھ ہیں۔ صوفیا کے وہ چشمے خشک ہو گئے جو قوموں کی کشت حیات کو سیراب کرتے تھے۔ وہ تارے ڈوب گئے جو زندگی کے صحراؤں میں بھٹکنے والے مسافروں کو اپنی منزل بتاتے تھے۔ ہر روز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری ہوتی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ پیر سیال لجپال کے تعلیمی و عملی گہوارہ کو قائم رکھے اور دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام کو بھی عظمت رفتہ عطا فرمائے۔

مسئلہ:

ولایت بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے قبل اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کر دیئے ہوں۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

مختصر حالات زندگی

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ ۷ رمضان المبارک (۱۳۰۴ھ) بروز جمعۃ المبارک پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم حضرت خواجہ ثانی لا ثانی محمد دین رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ آپ نے اوائل عمر میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور حصول سعادت کی خاطر ۳۰ سال تک مصلی سنایا۔ کتب فارسی و عربی مولانا غلام محمد تونسوی علیہ الرحمۃ سے پڑھیں اور خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہو کر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

زمانہ آپ کو مجاہد اعظم، مجاہد اسلام اور ضیاء الملت والدین کے القابات سے یاد کرتا ہے۔ آپ صرف رموز آشنا معرفت ہی نہ تھے بلکہ سیاست کی وادیوں کے بھی شہسوار تھے۔

برطانوی سامراج کے خاتمے کیلئے ہر اس ادارہ اور تحریک سے تعاون کیا جس کا مقصد بالخصوص عظمت اسلام کا احیاء تھا، آپ نے خانقاہی ماحول سے باہر قدم رکھا اور مجاہدانہ کردار سے آزادی پسند تحریکات کو مہمیز لگائی۔ تحریک خلافت کے پلیٹ فارم پر جدوجہد آزادی کا پرچم لہرایا، مالی معاونت سے نوازا، ہزاروں روپے کا چندہ دیا اور گھر کی محترم خواتین کے زیورات تک امدادی فنڈ میں جمع کروا دیے۔ جب انگریز حکومت نے آپ کے ضمیر کو خریدنے کی کئی بار لاحاصل کوشش

Scanned with CamScanner

کی تو آپ نے کمال استغنا سے جواب دیا وہ تاریخ آزادی میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے کہ

انگریز! تو مجھے اپنے ہی وطن کی زمین دے کو خریدنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خدا کی قسم: اگر مجھے لندن سے بھی اتنا قریب تو میرا جواب یہ ہی ہوگا کہ حق و باطل ایک مقام پر جمع نہیں ہو سکتے اور انگریز کے خلاف جہاد جاری رہے گا۔

انگریز سے نفرت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اگر انگریز کا ملازم لنگر شریف کے برتن میں کھانا کھا لیتا تو آپ اس برتن کو تڑوا دیتے۔

آپ خود بڑے عالم تھے اور علماء کی قدردانی آپ کی فطرت ثانیہ تھی حضرت مجاہد اسلام وملت نے اسلام اور ناموس مصطفیٰ ﷺ کے خلاف ہونے والی ہر یورش کا پامردی سے مقابلہ کیا۔

عیسائیت کے شجر خبیثہ کی بیخ کنی کرنے کے لیے عیسائی پادریوں سے مناظرے کیے۔ انگریز کے خود کاشتہ پودے قادیانیت کا بھرپور تعاقب کیا اور اس فتنہ رزیلہ کے مفاسد سے امت مسلمہ کو خبردار کیا۔ رد قادیانیت میں معیار المسیح جیسی لاجواب مستند اور بے نظیر کتب تصنیف فرمائیں۔

یہ پیکر حسن وجمال، خوش خصال و باکمال مجاہد اسلام ۱۳ محرم الحرام (۱۳۴۸ھ) بروز جمعۃ المبارک دار فانی سے محبوب حقیقی سے جا ملا۔

Scanned with CamScanner

کرامات

مجاہد ملت، حضرت خواجہ

خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ وفات کے بعد جہاد

ایک دفعہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب ہندوستان سے جنگ شروع ہوئی (1965ء)۔ تو میرے حضرت صاحب (ثالث غریب نواز یعنی خواجہ محمد ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ) خواب میں مجھے گھوڑے پر ملے اور فرمایا ہم جہاد پر جا رہے ہیں۔ تم بھی مکمل تیاری کر کے آؤ میں نے پوچھا غریب نواز پاکستان والے دین اسلام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ان کی طرف سے جہاد کیسے ہو سکتا ہے۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے سر چھپانے کی جگہ تو ہے۔ (انوار قمریہ)

تبصرہ:

نیک شخص کا خواب نبوت کے اجزا میں سے ہوتا ہے اور ان کی حقیقت ہوتی ہے۔ بزرگوں نے اس کی مختلف اقسام کا تذکرہ کیا ہے بعض اضغاث احلام ہوتے ہیں یعنی پریشان خواب اس قسم کے خواب شیطانی عمل کی وجہ سے نظر آتے ہیں۔ اور اطباء انہیں ہاضمے کی خرابی اور بلڈ پریشر سبب کہتے ہیں اسی طرح نفس کے خیالات اور محسوسات کا اثر بھی ہوتا ہے لیکن ایک الرویاء الصادقہ (سچے خواب)

Scanned with CamScanner

بھی ہوتے ہیں پھر میرے (حضور شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ سے زیادہ سچا خواب کون دیکھ سکتا ہے؟

حضور ثالث غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہم جہاد پر جا رہے ہیں تم بھی مکمل تیاری کر کے آؤ گویا پیر سیال کی پوری زندگی انگریزوں کے خلاف جہاد میں گذری اب بھی مسلمانوں کی امداد میں شریک جہاد ہوتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ 1965ء میں اولیاء اللہ کی نصرت و مدد سے ہی پاکستانیوں کو فتح نصیب ہوئی جو تمام عالم میں کسی سے پوشیدہ نہیں اکثر فوجیوں سے سنا گیا کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے بم اوپر سے آتے ہوئے اور دشمن کے گرائے ہوئے دیکھے جو غیبی ہاتھوں کے ذریعے ہمارے سروں سے پہلے ہی ہٹا دیے جاتے تھے۔

اب اگر کوئی نادان کہے کہ 1971ء میں بنگلہ دیش کو بننے سے کیوں نا روک سکے؟ تو پہلی بات یہ ہے کہ اولیاء بھی خدا تعالیٰ کے حکم کے پابند ہوتے ہیں۔ جب اللہ کی رضا اور مرضی اس پر ہو تو وہ بھی اپنی چاہت قربان کر دیتے ہیں۔ دوسری بات جب تک اہل سنت کے افراد اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی مدد، مدینے والے کی مدد اور اللہ کے پیاروں کی مدد ساتھ تھی۔ جب سنی عہدہ داروں کو مختلف بہانوں اور تکلیفوں سے ہٹایا گیا۔ قادیانیت کا پرچار زور و شور سے جاری ہوا تو ملک دو ٹکڑوں میں بٹ گیا بہر حال آستانہ عالیہ سیال شریف سے دو قومی نظریہ کا تصور اس وقت دیا گیا۔ جب جنگ آزادی کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی انگریزوں کے خلاف نفرت منہ بولتا ثبوت ہے۔ پھر تحریک آزادی کی راہ ہموار کرنے میں بھی ثالث غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کا کردار مثالی اور لازوال ہے آپ کا یہ حکم تھا کہ کوئی مسلمان فوجی نوکری اور پولیس کی بھرتی میں انگریز کی مدد نہ کرے خاص طور پر جو آستانہ عالیہ سے تعلق رکھتا ہو

Scanned with CamScanner

انھیں آگاہ فرمایا کہ وہ استعفیٰ دیں ورنہ ان کا سیال شریف سے کوئی تعلق نہیں۔ مقصد انگریزوں کو کمزور کرنا تھا۔ مختصراً یہ ہی مقدس ہستیاں ہیں جنھوں نے پاکستان بنایا اور آج بھی غیبی امداد شامل ہے۔

پاکستان ایٹمی طاقت ہے مسلمانوں کو سر چھپانے کی جگہ ہے اور انشاء اللہ پیر سیال اور دوسرے بزرگوں کے صدقے تا قیامت قائم و دائم رہے گا۔

۲ اپنے دوست کا ہے

ایک دفعہ حضرت ثالث صاحب خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ تونسہ شریف حاضری کے لیے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک جگہ قیام فرمایا وہاں کسی آدمی کی ککڑی اور تربوز وغیرہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں نے توڑ کر آپ کے سامنے لا کر کھانے شروع کر دیے۔ ایک مولوی صاحب آپ کے ساتھ تھے ان کے دل میں غصہ آیا کہنے لگے ایک شیخ کامل ہو کر اپنے غلاموں کو غیر مال کھانے سے روکتے نہیں، اتنے میں کھیت کا مالک آ گیا بہت خوش ہوا اور عرض کی غریب نواز! بڑا کرم فرمایا ہے۔ ان سے بہترین تربوزے میں دوسری طرف سے پیش کرتا ہوں اس نے اچھے اچھے تربوز چن کر پیش کر دیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس مولوی سے فرمانے لگے مولوی صاحب او صدیقکم قرآن مجید کی آیات سے احباب کا مال کھانا جائز ہے۔ (انوار قمریہ)

تبصرہ:

اس حکایت سے یہ سبق ملتا ہے کہ محبوبانِ خدا کو الہام یا کشف کے ذریعے علم غیب کی کرامت حاصل ہوتی ہے۔ یہ قدسی صفات ہستیاں اللہ کے نور

Scanned with CamScanner

سے دور دور تک دیکھتی ہیں۔

اے دوست نبی اکرم ﷺ کے غیب دان ہونے کے عقیدہ پر ان کی نعلین پاک کے صدقے اولیاء کو بھی حصہ ملتا ہے اس عقیدہ پر ڈٹے رہو گمراہوں کی تقریروں، تحریروں اور صحبتوں سے پرہیز کرو ہدایت کا نور بڑی مشکل سے ملتا ہے۔ باقی پیر کامل عالم بھی ہوتا ہے، پھر پیر سیال لجپال کا کیا کہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خصوصی نوازا ہے۔ مسئلہ سمجھایا کہ دوست کا بغیر اجازت کے کھایا جاسکتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور آیات نمبر ۶۱ میں میں ارشاد فرمایا ہے۔ کھیت کا مالک خوش کیوں نہ ہوتا کہ آج پیر سیال لجپال کے قدم اس کی زمین پر لگے۔ جہاں برکتیں برکتیں ہوں گی وہ غریب تو اس تصور میں تھا جس کی ترجمانی شاعر کرتا ہے۔

بسا ہوا ہے وہ شہر نگار آنکھوں میں
عجیب رہتا ہے اب تک خمار آنکھوں میں
کبھی جو خواب میں آئیں تو انکی نظر کروں
سنبھال رکھا ہے سب انتظار آنکھوں میں

ظاہرین کہاں دیکھ سکتے ہیں اس لیے مولوی صاحب کو غصہ آرہا تھا۔

۳ ﴿ایک لمحے میں نواز دیا﴾

شیخ الاسلام والمسلمین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولوی احمد دین گھاگی والوں کے صاحبزادوں کی شادی پر جب میرے حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے تو اس وقت مولوی صاحب کا صرف ایک ہی کوٹھا تھا یعنی کمرہ۔ جس میں رات کو حضرت غریب نواز (حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ) کو ٹھہرایا اور خود کچھ کانے وغیرہ کے گٹھوں کو آس پاس جمع کر کے درمیان میں

Scanned with CamScanner

بال بچوں کو سلا دیا۔ سردی کی رات اس حالت میں گذاری صبح کو جب حضرت صاحب نے پوچھا کہ مولوی صاحب تمھارے بال بچوں نے رات کہاں گذاری ہے؟ تو عرض کی غریب نواز آپ کے پڑوس میں، دوبارہ پوچھا کہ اور تو مکان تھا نہیں۔ کہاں رات گذاری تو عرض کر دیا کہ بال بچوں کے ارد گرد کانوں کے گٹھے اکٹھے کر دیے تھے۔ چونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مولوی صاحب کو نوازنا تھا اس لیے رات کو کچھ نہ فرمایا۔ صبح ان کی زبانی سننے پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ یہ واقعہ 1926ء کا ہے کیونکہ حضرت صاحب غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ 1927ء آنے والا ہے۔ جب دوسرے تیسرے سال ہم تونسہ شریف عرس سے واپس آئے تو اس وقت مولوی صاحب مذکورہ مکانات کا ایک محلہ بن چکا تھا۔ پختہ مکانات اعلیٰ پیمانہ پر تعمیرات کا مکمل محلہ بن چکا تھا۔ یہ صرف خاموشی ہی میں میرے حضرت صاحب غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے نظر کرم سے نوازا۔ (انوار قمریہ)

تبصرہ:

حضرت ثالث غریب نواز خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کی اس کرامت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے متوصلین کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ اور ان پر کرم نوازی فرماتے تھے۔ ان جعلی پیروں کی طرح نہیں فصلیں اور نذرانے وصول کرنے جاتے ہیں۔ پانچ دن بعد خدمت کروانے پہنچ گئے۔ لیکن پیر سیال لجپال کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے صدقے اتنا دیا کہ وہ ختم نہیں ہو سکتا اس لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ غریب نواز مرید کے ہاں تشریف فرما ہوئے۔ اور قربان جائیں اس مرید صادق کے اخلاص پر اپنے مرشد کامل کے لیے خود اولاد کو دکھ میں رکھ کر بھی خوشی سے پھولے نہیں سماتا بچے اور گھر والی والد اور شوہر کے فرمانبردار

Scanned with CamScanner

ہوں تو کیا ہی مزا ہو ادھر بھی لجپال ہے۔ کہ ایک نگاہ کرم سے انھیں نواز دیا پتہ ہے مرید رات کیسے گذار رہا ہے۔ امتحان سے پاس ہو کر کامیابی زینہ بنتی ہے۔ 1927ء کی خوشخبری دی جب تمام مصائب ختم ہو جائیں گے۔ مکانات پختہ اور کھلے ہوں گے۔ لوح محفوظ کو لوح محفوظ کہتے ہیں کہ وہ غلطیوں سے محفوظ ہے اور ان بزرگوں کی نگاہیں وہاں سے معلوم کر لیتی ہیں۔ اے پروردگار ہمیں بھی پیر سیال لجپال کی ایک نگاہ عنایت ہو تا کہ سیاہ بختی سعادت میں بدل جائے۔

۴ ﴿میکوں من عشق داڈیو﴾

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "ایک مرتبہ میرے حضرت یعنی خواجہ محمد ضیاء الدین صاحب رضی اللہ عنہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ چاول پکے ہوئے سامنے تھے۔ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ "میکوں من عشق داڈیو" آپ نے حاضرین سے پوچھا یہ کیا کہتا ہے ایک نئے آنے والے درویش نے عرض کیا کہ من عشق کا مانگتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا من کس طرح برداشت کر سکتا ہے یہ ایک چاول تو برداشت کر کے دکھائے۔ چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک چاول دینے کو اٹھایا، اس نے منہ کھول دیا آپ نے اس کے منہ میں ڈال دیا۔ وہ کھاتے ہی اٹھا اور دوڑتا ہوا کنواں کے کھاڈے (حوض) میں جا گرا، پانی میں پڑا رہا، جلن جلن کرتا رہا۔ بالآخر وہاں سے اٹھ کر واپس آ رہا تھا۔ کہ کھجور کے درخت کے پاس آ کر گرا جاں بحق ہو گیا اچھی قسمت والا تھا عشق حقیقی میں جان دی لیکن کمال تو اس کا تھا جو رکابی (پلیٹ) چاولوں کی کھا گیا اور حوصلے میں رہا آفرین ہے اس کے حوصلہ کی۔

(انوار قمریہ جلد اول)

Scanned with CamScanner

تبصرہ:

اللہ تعالیٰ سے محبت اور عشق الٰہی ایسی بے بہا نعمت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں یہ نعمت عظمیٰ ہر کسی کو اس کے ظرف کے مطابق عطا کی جاتی ہے۔ مواہب الٰہیہ میں سے یہ دولتِ عظیم کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔

عشق کرم دا ازلی قطرہ تیں میں دے وس نائیں

اکناں لبھدیاں ہتھ نہ آوے اکناں وچہ راہیں

اقبال علیہ الرحمتہ کے مطابق عشق ہی اصل حیات ہے، عاشقوں پر موت حرام، عشق دم جبرائیل، عشق دل مصطفیٰ، عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام، عشق فقیہ حرم، عشق امیر جنود، "عشق کے مضراب سے نغمہ تار حیات، عشق سے نور حیات عشق سے نار حیات" گویا ہر عمل میں عشق کا سوز و ساز موجود ہونا ضروری ہے۔ ورنہ خالی اور کھوکھلا کام ہے کچھ خدا کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جنھیں عشق کے ملک کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ دولت عشق وافر مقدار میں حاصل ہوتی ہے۔ ایسی ہستی ثالث غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی بھی ہے کہ ایک چاول کی تپش برداشت کر نہ سکا اور عشق الٰہی میں جان دے شہادت کا رتبہ پالیا جو اس کی قسمت میں لکھا تھا اور آپ بھری پلیٹ سکون و آرام سے کھا رہے ہیں۔

میرے بھائی جب تک فضل خداوندی نہ ہو یہ راتیں مشکل و دشوار ہوتی ہیں۔ جتنا کرم اور فضل پیر سیال لجپال پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے ہم نادان اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ مرید حاضر خدمت ہو تو یہی قطرہ عشق مانگے اور برداشت کی طاقت بھی خدا مقبولوں کے صدقے دے تو کیا بات ہے۔

عشق آمد وشد چو خونم اندرگ و پوست

تہی کرد مرا ز من و پر کرد ز دوست

Scanned with CamScanner

اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت

نامے است زمن و باقی ہمہ اوست

ترجمہ: عشق آیا اور میرے رگ و ریشہ میں خون کی طرح داخل ہو گیا۔ عشق نے مجھے اپنے آپ سے خالی کر دیا۔ اور میرا دوست بھر دیا میرے وجود کے سب اجزا دوست نے لے لیے میرا نام رہ گیا باقی سب وہی ہے۔ (خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ)

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بحر عشق شو کہ غرق است اندریں

عشق ہائے اولیں و آخریں

ترجمہ: عشق کے سمندر میں غرق ہو جا کہ اولین و آخرین کی محبتیں اس کی نذر ہوتی رہی ہیں۔

۵ ﴿وہ گالیاں دیتی آپ دعائیں دیتے﴾

احمد دین لانگری نے بتایا کہ ایک مائی زوجہ فتح محمد یہاں سیال شریف میں رہتی تھی اور حضرت ثالث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سخت سست کہا کرتی تھی۔ میاں امام بخش صاحب جا کر اسکی حویلی والی دیوار پر چہرہ رکھ کر کہتے سیال شریف کے لوگ پیارے ہیں۔ لیکن اپنے مالک کا کتوا جو ہوں بھونکتا تو ہے یہ کہہ کر کتے کی طرح آواز نکال کر اواو کرتے۔ وہ گالیاں دیتی رہتی، یہ اسی طرح آواز نکالتے رہتے آخر کار وہ تنگ آ کر رک جاتی تھی۔

حضرت صاحب غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا اس مائی کے ساتھ معاملہ یہ تھا کہ ایک مٹھی رقم کی بھر پور کر کے اس مائی کے گھر تشریف لے جاتے وہ خاموش

Scanned with CamScanner

ہو کر بیٹھے بیٹھے استقبال کرتی آپ فرماتے۔ بہن کیا حال ہے؟ یہ فرما کر چارپائی پر بیٹھ جاتے۔ اٹھتے وقت وہ رقم وہیں رکھ دیتے۔ لوگ عرض کرتے غریب نواز آپ اس طرح کیوں کرتے ہیں۔ وہ تو ناشائستہ الفاظ کہتی ہے گالیاں دیتی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے اس لیے میں یہ ضرور کرتا رہوں گا۔ خدا اسے ہدایت دے کچھ کہتی پھرے، جب آپ اس کے گھر سے باہر آتے وہ گالیاں بکتی۔ (انوار قمریہ جلد اول)

تبصرہ:

تصوف سارا اچھے اخلاق سے مزین ہوتا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

" بعثت لاتمم مکارم الاخلاق و محاسن الافعال "

یعنی میں تو اس لئے بھیجا گیا ہوں تا کہ اچھے اخلاق کی بزرگیوں اور اعمال کی خوبیوں کو مرتبہ کمال پر پہنچا کر انھیں مکمل کردو۔ ایک سچا صوفی اور ولی تمام اخلاق حسنہ کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہوتا ہے۔ برے اخلاق سے دور ہوتے ہیں۔ آقا دو عالم ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کریں تو مخلص متقی بندہ پھر کیسے دوسروں کے ساتھ برا سلوک کرے کفار و مشرکین مکہ پکارتے ہیں "اخ کریم و ابن اخ کریم" یعنی آپ خود بھی کریم ہیں اور کریم کے بیٹے ہیں۔ تو میرے لجپال کیسے برا کہنے والی عورت کو محروم کرتے۔ حلم و کرم تو انہی ذاتوں کا حصہ ہوتا ہے۔

حضرت فضیل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر بندہ ہر طرح نیکی کرتا ہے لیکن اس کے پاس ایک مرغی ہے جس سے برا برتاؤ کرتا ہے تو اس کا شمار اچھے لوگوں میں سے نہیں۔

اے مرید صادق ہمیں بھی بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ اخلاق حسنہ اوڑھنا

Scanned with CamScanner

اور بچھونا بن جائے اور تمام برے افعال ختم ہو جائیں کیونکہ یہی حکم اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کا ہے۔ اور مرشد کامل کی بھی یہی نصیحت ہوتی ہے۔

تیرے حسن خلق کی اک رمق میری زندگی میں نہ مل سکی
میں اسی میں خوش ہوں کہ شہر کے در و بام کو سجا دیا

۶ ﴿تم ہی خیال کرو﴾

گل محمد صاحب حجام نے بتایا کہ میں جمعہ کے دن حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی حجامت کے لئے حاضر ہوتا مگر آپ کبھی مطالعہ میں اور کبھی حاضرین کی التجائیں سننے میں مصروف رہتے اور میں انتظار کرتے کرتے تھک جاتا اور کبھی بغیر حجامت بنائے واپس جانا پڑتا۔ میں نے دل میں پختہ ارادہ کر لیا کہ اب اس وقت ہی حاضر ہوں گا۔ جب آپ بلائیں گے، تقریباً دو جمعے گذر گئے، حجامت بڑھ گئی، نہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرف توجہ ہوئی اور نہ ہی میں حاضر ہوا۔

رات کو خواب میں حضرت خواجہ ضیاء الدین ثالث غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی آپ نے بڑے غصے اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا گل محمد: قمر الدین کو تو اس طرف توجہ نہیں ہوتی آخر تو اتنا بے حس کیوں ہو گیا ہے اور تجھے ان کی بڑھی ہوئی حجامت کا خیال کیوں نہیں آتا۔

(ضیاء حرم شیخ الاسلام نمبر ص ۱۷)

تبصرہ:

اے طالب ہم بار بار عرض کر رہے ہیں کہ خاصانِ خدا زندہ ہوتے ہیں۔ قبروں میں رہ کر اپنے مریدوں کے حالات سے واقفیت ہوتی ہے۔ جب بھی پکارو

Scanned with CamScanner

نُصِرتُ (مدد کی گئی) کے الفاظ سے وقت پر حالات کو موزوں کو قابل اطمینان بنا دیتے ہیں انھیں جہاں اپنے ہر مرید ہر محب کی خبر ہوتی ہے۔ وہاں اپنی اولاد اپنے خاندان پر بھی خصوصی نظر کرم ہوتی ہے اور محبوبان خدا کو پتہ ہوتا ہے کہ خجامت بڑھی ہے کون ان خدمت کو سرانجام دیتا ہے؟ اس کا نام کیا ہے؟ وہ کہاں رہتا ہے؟ لہٰذا لجپال پیر سیال کے ہر خادم ہر عاشق اور ہر صاحب نسبت کے لیے خوشخبری ہے کہ تم لجپالوں کی نگاہ میں ہو وہ تمھارا بال بال جانتے ہیں پھر ایک سچا مرید وہی ہوتا ہے کہ ہمیشہ اچھے اعمال کرے برے کاموں سے پرہیز کرے کہ اس کا شیخ دیکھے تو پھر خیال کرے کہ کیسا مرید ہے۔ اپنے پیر کو پریشان اور بے چین کرتا ہے کیونکہ ایک روحانی باپ کی طرح پیر کامل ہوتا ہے تھوڑی سے تکلیف اور گناہ اسکو اپنی روحانی اولاد کے بے چین کر دیتے ہیں۔

خالی ورتوں موڑنہ سخیا دے خیرات حسن دی
بے شک تیرے ہتھ پھڑائی ڈور رب نے زمن دی

۷ ﴿زندگی میں نماز باجماعت﴾

حضور شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک محفل میں ارشاد فرمایا "حضرت ثالث غریب نواز (خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ) کا وقت واپسیں تھا۔ یعنی وصال مبارک کا تو حضور نے مجھے طلب فرما کر نماز باجماعت کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا" قمر الدین! میری زندگی میں صرف دو نمازیں ایسی تھیں جو جماعت سے ادا نہ ہوئیں اور آج دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے مجھے ان کا بے حد افسوس ہے۔ (المصطفیٰ والمرتضیٰ ص ۵۳۹)

Scanned with CamScanner

تبصرہ:

نماز اساس اسلام ہے۔ دین کا ستون ہے۔ خالق کائنات مقدس کلام میں بار بار نماز کا حکم فرماتا ہے۔ سچے مومن کی یہ علامت ہے حضور قلب کے ساتھ دو رکعت پڑھنے سے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ بہتر عمل نماز ہے، گناہ نماز سے یوں گرتے ہیں جس طرح درخت سے سوکھے پتے گرتے ہیں۔ کفر و ایمان میں فرق کرنے والا عمل ہے پانچ نمازیں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نماز باجماعت کو زیادہ پسند فرماتے ہیں۔ جماعت سے نماز پڑھنا سنن ھدیٰ ہے جو شخص مسجد میں جماعت سے چالیس روز تک نماز پڑھے، اس کی عشاء کی پہلی رکعت فوت نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے رہائی لکھ دیتا ہے۔

صفوں کو ملانے والے پر خدا کی رحمت ہوتی ہے جو صف کو ملاتا ہے اللہ اس کو ملاتا ہے جو صف توڑتا ہے اللہ تعالیٰ اسے توڑتا ہے یعنی اپنی رحمت سے دور کرتا ہے۔ الغرض نماز نور ہے۔ برہان ہے۔ روشنی ہے۔ خدا اور رسول ﷺ کی خوشی ورضا کا باعث ہے۔ یہی وجہ ہے اولیاء اللہ ہمیشہ صلاۃ اور اتباع مصطفیٰ ﷺ کو اپنی جان سے بڑھ کر قابو کرتے ہیں۔

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد دین سیالوی زید مجدہ فرماتے ہیں "ہمارے دور میں بے عمل پیروں کو قطب زماں، غوث العصر اور معلوم نہیں کیا کچھ کہا جاتا ہے، جس کے بھی دو اڑھائی مرید ہو جائیں وہ قبلہ عالم اور جنید ثانی کہلانے پر زور دیتا ہے۔ ان قبلوں کی بہتات نے سواد اعظم (اہل سنت والجماعت) میں وہ افتراک پیدا کیا ہے کہ الامان والحفیظ نہ علم ہے نہ عمل نہ سیرت نہ کردار بس صرف جبہ و دستار عوام تو رہے ایک طرف بڑے خواص ان کے صید زبوں بنے ہوئے ہیں اور اپنے ایمان ان کی پیری کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

اولیاء اور صوفیاء کی زندگیاں دعوت و عزیمت سے عبارت ہیں۔ اسلام ہمیں ان کی وساطت اور جد و جہد ریاضت سے پہنچا ہے لیکن ان کے نااہل جانشینوں اور جھوٹے روپ دھارنے والے راہزنوں نے ان کی روشن تاریخ کو داغ دار کر دیا ہے۔

سرمست ہیں ظاہر میں ، بہ باطن ہشیار
صوفی ہیں مگر عمل ہے ان کا تہہ دار
قوالی و نذرانہ و دعا و مجلس
ان چار عناصر سے ہوتے ہیں تیار

بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں صوفی وہ ہے جس کے دائیں ہاتھ میں کتاب اللہ اور بائیں ہاتھ میں سنت رسول ﷺ ہو ایک آنکھ سے جنت کو دیکھ اور دوسری آنکھ سے دوزخ کو دنیا کا تہبند بنائے اور اس پر آخرت کی چادر اوڑھے اور پھر اپنے مولیٰ کو پکارے لبیك اللھم لبیك اے میرے رب میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں (حقائق من التصوف)

اے طالب پیر سیال! تمہیں ناز ہونا چاہیے کہ تیری نسبت اور تعلق ایسے کامل اور اکمل مرشد عظیم سے ہے جس کی اک اک ادا سنت مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ہے کتاب و سنت کی پیروی ، احکام شریعت اور ان کے تقاضوں کی پاسداری ، خوف خدا اور فکر آخرت ان کی خاص علامات ہیں بڑی فضیلت ازلی رحمت الٰہی کا وافر مقدار میں حصہ ہے ایک سچا اور مخلص ، محب ، مرید پیر کامل کی سیرت نماز ، روزہ اور شریعت کی پابندی کا سبق یاد کرتا ہے پھر ظاہرتا بھی صورت عطا ہو جاتی ہے اور یہ معراج محبت ہے۔

اے اللہ تعالیٰ خواجگان چشت کا واسطہ ہمیں اپنے اسلاف کے طریقوں

Scanned with CamScanner

پر چلنے کی توفیق عطا فرما دنیا و آخرت میں پیر سیال کی غلامی اور تعلق کو قائم رکھنا۔

حور و پریوں پر کہاں آئے طبیعت اپنی
آتے ہیں جو سگِ یار سے الفت کے مزے

۸ ﴿ایمان کا سودا نہ کیا﴾

ایک مرتبہ مسٹر جنکن ڈپٹی کمشنر نے راجہ کفایت علی تحصیلدار شاہ پور کو بنگلہ جھنگ سے سیال شریف میں بخدمت سجادہ نشین (خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ) بھیجا کہ کم از کم خاموش بیٹھ جائیں اور 12 مربع زمین موضع سیال شریف کے قریب ہے لنگر شریف کے خرچ کیلئے منظور فرمالیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے تحصیل دار کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا پھر ڈانٹ کر فرمایا "دفع ہو جاؤ تم لوگ میرے ایمان کا سودا کرنے آئے ہو پھر ڈپٹی کمشنر خود حاضر ہوا اور 27 مربع زمین دینے کی خواہش کی مگر آنجناب نے اسے ملنے سے انکار کر دیا۔

اور اس کے چلے جانے پر فرمایا کہ الحمد اللہ خدا نے میری آنکھوں کو فرنگی (انگریز) کے دیکھنے سے ہمیشہ محفوظ رکھا نیز فرمایا کہ یہاں کی تمام اراضی تو پہلے ہی ہماری ہے۔ (انوار قمریہ جلد اول)

تبصرہ:

اے مرید! حق پر ڈٹ جانا سب سے بڑی کرامت ہے۔ "الاستقامة فوق الکرامة" دین پر استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔ پھر جب دنیاوی لالچ دے کر ایمان خریدنے کی کوشش کی جائے تو کئے جوان ہمت ہوتے ہیں جن

Scanned with CamScanner

کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔ مال و زر کی چمک سے شاذ و نادر بچتا ہے۔ لیکن خاصانِ خدا دنیا سے نفرت اور خدا کی محبت میں رنجور ہوتے ہیں دنیا دلہن کی مانند سنور کر بھی آتی ہے تو نگاہ اٹھا کر دیکھنا گوارہ نہیں کرتے۔

نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ "الفقر فخری" فقر میرا فخر ہے اور اس پر مجھے ناز ہے اس فقر سے مراد عمومی فقر نہیں بلکہ حقیقی فقر ہے جس کا مفہوم ہے ذاتِ خداوندی کے علاوہ کسی بھی اور کا محتاج نہ ہو اور اس ذات کریم کے علاوہ تمام لذات و نعم کا ترک کر دینا ہے جب انسان اس مرتبہ پر فائز ہوتا ہے تو یہی مقام فنا فی اللہ ہے کہ اس ذات وحدہ لاشریک کے سوا کسی اور کا تصور تک باقی نہ رہے ذات خداوندی کے علاوہ تمام چیزوں سے دل خالی ہو۔

حدیث قدسی ہے۔

" لَا یَسَعُنِي اَرضِي وَلَا سَمَائِي بَل یَسَعُنِي قَلب عَبدِی المومن "

میری تو زمین و آسمان میں سمائی نہیں البتہ میں اپنے مومن بندہ کے دل میں سما جاتا ہوں۔

مومن سے مراد کامل ہے جس کا دل بشری کمزوریوں، خواہشوں اور لذت و شہوات سے پاک و صاف ہو جب مقربین جمال خدا کے مشاہدہ و نظارہ سے مستفیض ہو جاتے ہیں۔ تو ان کی نگاہ میں غیر اللہ کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہ جاتی بس اللہ ہی اللہ محبوب و مطلوب ہوتا ہے۔ مقربانِ الٰہی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف نعمتوں سے نوازا جاتا ہے۔ خوف و ڈر سے بالاتر ہو کر وہ کلمہ حق کہتے ہیں۔

حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ اور آستانہ عالیہ سیال شریف کے غیور سجادگان کو وقت کے حاکموں نے بھی کئی طریقوں سے دبانے کی کوشش کی بھی

Scanned with CamScanner

زمینوں کا لالچ اور کبھی اعزازی القابات دینے کا ارادہ کیا لیکن ان حضرات کے فقر فیور نے یہ سب اعزازات ونوازشات کو ٹھکرا دیا۔ اپنے نبی معظم ﷺ کے زہد وفقر صحابہ کرام اور اسلاف کے راہ عمل کو ہی اختیار فرمایا دنیا کو گویا تین طلاقیں دے دی تھیں۔

اولیاء کرام دنیاوی منفعت کی بجائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات کو اپنا سب کچھ بناتے ہیں۔ پیر سیال لجپال کی زندگی ایسے واقعات سے بھری ہے فرنگیوں سے نفرت اور انھیں نہ دیکھنا یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے ہمارا اپنا قومی تشخص ہے۔ غاصب جابر اور ظالم سے نفرت ایک اللہ کا شیر ہی کر سکتا ہے ۔ کتنے بک گئے ہوں گے؟ مال وزر سے آنکھیں خیرہ ہوں گی؟ لیکن جو حسن لازوال کی جھلک کا شیدائی ہو وہ فانی کو کہاں دیکھتا ہے؟ نسبت والو کیلئے بھی درس ہے کہ ناجائز، حلال وحرام اور حق ناحق کے درمیان تمیز کرے پھر ابدی سعادت کو پائے۔

۹ ﴿نقصان نہیں کرے گا﴾

ایک شخص نہایت پریشانی کے عالم میں حضرت ثالث غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا غریب نواز، میرے ریوڑ میں بھیڑیا داخل ہوگیا ہے، کرم فرمائیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جاؤ دیکھو امید ہے نقصان نہیں کرے گا۔ جب اس نے جا کر دیکھا تو جس بھیڑ کو اس نے پکڑا تھا وہ بھیڑیے کے سامنے بیٹھ کر اس کو دیکھ رہی تھی۔

Scanned with CamScanner

چنانچہ اس شخص نے بھیڑیے کے پاس جا کر بھیڑ کو پکڑ لیا"۔

(انوار قمریہ جلد ا)

تبصرہ:

اے طالب صادق! اگر پانی، مٹی، آگ اور ہوا یہ عناصر اربعہ کہلاتے ہیں۔ تمام کائنات ان چار عناصر سے بنی ہے۔ اولیاء کرام کی حکومت زمین پر بھی ہوتی ہے۔ ہوا پر بھی ہوتی ہے۔ پانی پر بھی اور آگ پر بھی ہوتی ہے۔ جن پر کئی روایات تصدیق آتی ہیں۔ جب ان چاروں عناصر پر حکم چلتا ہے تو ان سے بنی ہوئی تمام چیزوں پر بھی حکمران ہوتے ہیں۔

پھر دوستو! بھلا اولیاء سے بڑھ کر طاقت ور اس دنیا میں کون ہو سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ ان محبوبوں کو کسی چیز سے خوف ور ڈر نہیں ہوتا۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

تو ہم گردن از حکم دا در مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

ترجمہ: یعنی اے مسلمان تو حکمِ خدا سے گردن نہ موڑ تو خدا کی کوئی مخلوق بھی تیرے حکم سے گردن نہیں موڑے گی۔

حضرت اعلیٰ غریب نواز خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک خادم جو شاہ تھے۔ ہرن پور اسٹیشن کے قریب مزار ہے، سیال شریف کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں ایک لوہار کی دوکان پر رکے تا کہ پانی وغیرہ پی کر آگے چلیں۔ وہاں دیکھا تو ایک شخص پلنگ پر بیٹھا ہے اس لوہار نے کہا ہمارے پیر صاحب ہیں۔ آپ بھی وہیں اس کے ساتھ بیٹھ جائیں، اسے ناگوار گزرا۔ جب بتایا تو کہا ہر شخص شاہ بنا پھرتا ہے۔ بہر حال باتوں میں اس نے کہا وہ لوہار کی آئرن

Scanned with CamScanner

یعنی لوہا کوٹنے والا پتھر ہے، اسے حکم دو کہ تمھارے پاس آ جائے شاہ صاحب گھبرائے لیکن پیر سیال لجپال پیر پٹھان کا نام لیا تو وہ پتھر اڑ کر ان کے پاس پہنچ گیا۔ پھر کہا تو واپس چلا گیا جب پیر سیال شریف پہنچے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو دیکھ کر فرمایا شاہ صاحب گھبرا گئے تھے۔ اگر اس وقت پہاڑ کو حکم کر دیتے تو قدموں میں آتا اس آئرن کی کیا مجال تھی۔ جو تیرے پاس نہ آتی

الغرض یہ کہ ہر چیز ان کے زیر فرمان ہوتی ہے۔ اب جب اس بیچارے شخص سے کچھ نہ ہو سکا تو میرے خواجہ ثالث غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں شکایت کی۔ پھر آپ کی زبان سے سنا کہ نقصان نہیں کرے گا پھر کیسے نقصان و خسارہ ہو سکتا تھا۔ بھیڑیا کا کام تو چیرنا پھاڑنا تھا لیکن بھیڑ کے پاس بیٹھا گویا حفاظت کرنے کا عزم لیے ہوئے ہے۔ ایسی ہی حفاظت اور غیبی امداد یہ مردانِ خدا اپنے مریدوں کی کرتے ہیں جونہی کوئی غم سر اٹھاتا ہے تو نگاہ کرم سے تمام بادل چھٹ جاتے ہیں۔

۱۰ ﴿ہم نے کربلا میں پیا ہے﴾

صاحبزادہ عزیز احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا" میں نے خود قبلہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ سنا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ثالث غریب نواز خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔ محرم الحرم کا مہینہ تھا۔ حضرت ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا" قمر الدین پانی بنا کر لوگوں کو پلاؤ اور خود نوافل پڑھنے میں مشغول ہو گئے چنانچہ میں نے تعمیل حکم کرتے ہوئے پانی بنا کر لوگوں کو پلایا۔ رات کو حضرت ثالث رحمۃ اللہ علیہ کو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ امام عالی مقام رضی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ

Scanned with CamScanner

اے ضیاء الدین (رحمتہ اللہ علیہ) آج قمر الدین (رحمتہ اللہ علیہ) نے جو پانی سیال شریف میں لوگوں کو پلایا ہے وہ پانی ہم نے کربلا معلیٰ میں پیا ہے۔ اگلی صبح حضرت ثالث غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے یہ واقعہ اپنے فرزند عزیز کو سنایا اور مبارک باد دی۔ (شیخ الاسلام نمبر ص ۱۱۹)

تبصرہ:

حاملین عقیدہ اہلسنت والجماعت کے لیے مژدہ ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ کی نگاہ ناز سنی عقیدہ رکھنے والوں پر ہوتی ہے کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کی محبت کو ایمان مانتے ہیں پھر ہر اس چیز سے محبت کرتے ہیں۔ جس سے حضور نبی کریم مکرم ﷺ کو محبت ہے اہل بیت صحابہ کرام، مہاجرین وانصار سے صدق دل سے محبت کرتے ہیں ان گلی کوچوں سے بھی جہاں وہ جمال جہاں آیا چلتا رہا ان راہوں ریگزاروں سے بھی جنھیں کعبہ جان کے پاؤں کو چھونے کا موقع ملا۔

اور ہر اس چیز سے عداوت ونفرت رکھتے ہیں۔ جس سے محبوب خدا کو عداوت تھی اہل سنت اہل بیت کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں پیارے آقا ﷺ کے صحابہ کرام بھی دامن پکڑے ہیں۔ ایسا عمدہ خالص عقیدہ کسی اور مذہب و مسلک میں نہیں یہی وجہ ہے کہ پھر نگاہ کرم ان پاک طینت، پاک سرشت، پاک جبلت اور پاک ہستیوں سنی مسلک کے افراد پر ہوتی ہے۔ حقیقت میں یہی جادہ حق ہے۔ صراط مستقیم ہے۔ رضائے الٰہی اور رضائے محبوب کا ذریعہ ہے۔

تاریخی واقعات اکثر غلط اور بکواس ہیں، تاریخ اپنے مصنف کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ جس میں روافض اور خوارج کی آمیزشیں بہت زیادہ ہیں جو تاریخی واقعہ کسی صحابہ کا فسق ثابت کرے وہ مردود ہے کیونکہ قرآن انھیں عادل، متقی اور صادق فرما رہا ہے قرآن سچا اور لاریب ہے۔ تاریخ جھوٹی مورخ یا راوی کی

Scanned with CamScanner

غلطی مان لینا آسان ہے مگر میرے نبی ﷺ کے صحابی کا فسق ماننا غلط ورنہ قرآن کا اعتبار نہ رہے گا ۔ کیونکہ احتمال یہ ہوگا کہ شاید صحابہ نے اپنی طرف سے قرآن میں خلط ملط یا تبدیلی کر دی گویا ان پاک صفات کے مومن، صادق، امین اور عادل اور ثقہ ہونے پر قرآن کی حقانیت موقوف ہے اگر اہل کا پہلا ڈبہ جو انجن سے ملا ہو اہے وہ ہی انجن سے کٹ کر گر جائے ت پچھلے ڈبے کیسے سلامت رہیں گے۔

مختصراً میرے بھائیو اپنے عقیدے کے ساتھ مضبوطی سے چمٹے رہو۔ مختلف فتنے ایمان کی دولت کو بادِ صرصر کی مانند چھیننے کی کوشش میں ہیں پیر سیال کا دامن پکڑے رہو۔ ان مقبولوں کے آستانوں سے وہی خوشبو ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پہنچی۔

ان دونوں گروہوں کی محبت اور اطاعت اتنی ضروری ہے جیسے پرندے کے لیے دو باز و یا گاڑی کے لیے دو پہیے ، اگر ان دونوں میں سے ایک بھی محروم رہا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ ایسا ہی عقیدہ حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کا تھا اور خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کا تھا۔ تو امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے ایصال ثواب کا شربت خوشی خوشی قبول فرمالیا، پسندیدگی کا اظہار فرما کر اس آستانہ عالیہ کے مریدین کو بھی خوش خبری سنا دی کہ تمھاری نسبت جس سے ہے وہ لجپال بڑا ہے ہماری توجہ خاص اس گلشن کے پھولوں پر ہے۔

اب بندہ ناچیز جب یہ سطریں لکھ رہا ہے تو یکم محرم الحرام مورخہ 27.11.11 بروز اتوار اور جانشین پیغمبر خلیفہ دوم حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت ہے بڑے درد و سوز کے لمحات ہیں۔ آنکھوں میں آنسو جھلملاتے ہیں۔ دل کے نہاں خانہ سے صدا آتی ہے۔ الحمد للہ اے خدایا تیرا لاکھ لاکھ

Scanned with CamScanner

شکر ہے کہ تو نے مجھے عقیدہ اہل سنت دیا۔ نسبت پیر سیال ی لڑی میں پرویا کوچۂ سیال کی خاک بنا دے۔ مجنوں کو لیلیٰ کی گلی کا کتا پیارا مومن کو فہرست اور لسٹ سے کیا کام جس چیز کو اس ذات کریم ﷺ سے نسبت ہو اس سے ہم کو محبت اور وارفتگی عطا کر۔

نہ حبیب سے محبت کا کہیں ایسا پیار دیکھا
وہ بنے خدا کا پیارا تمھیں جس پہ پیار آئے

Scanned with CamScanner

مختصر حالات زندگی

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین ۱۵ جمادی الاول (۱۳۲۴ھ) بمطابق ۷ جولائی ۱۹۰۶ء میں سیال شریف پیدا ہوئے بچپن سے ہی آثار ولایت نمایاں تھے ۔۹ برس میں قرآن مجید حفظ کیا۔عربی اسلامی علوم کی تکمیل دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف سے کی ۔بعدازاں برصغیر ہند میں خیر آبادی خانوادہ علم وحکمت کے فقید ومثال عالم حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے فنون عالیہ معقولات اور علم حدیث کی تکمیل کی اور سند فراغت ودستار فضیلت حاصل کی ۔

۱۳۵۶ھ میں آپ نے فریضہ حج ادا کیا اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔حرمین شریفین کے علمائے کرام سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں ۔ ۱۹۲۹ء میں مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے پون صدی آپ زندگی کے افق پر چودھویں کا چاند بن کر چمکتے رہے اور ہر قسم کی ظلمت کو شکست پر شکست دی ۔مناظرہ کے میدان میں کمال حاصل تھا۔علمیت وقابلیت کا یہ عالم تھا کہ اپنے اور بیگانے سبھی آپ کی قدآور شخصیت کو تسلیم کرتے اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

آپ مذاہب عالم اور تورات ، زبور اور انجیل پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ بے شمار عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔اپنے رب کریم کی بارگاہ میں آپ شہادت کے لیے ہمیشہ دست بدعا رہتے۔ جہاد کشمیر میں اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ

Scanned with CamScanner

اگلے مورچے پر بھارت کی فوجوں سے برسر پیکار رہے۔ جب ۱۹۶۵ء کی جنگ شروع ہوئی تو آپ نے کسی جانی و مالی قربانی سے دریغ نہ کیا۔

تاریخ کے صفحات اس بات کے گواہ ہیں کہ اس مردِ حق نے جو قدم اٹھایا وہ اس وقت نہ رکا جب تک منزل نے بڑھ کر قدم نہ چومے۔ صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کی کوشش میں آپ کا چہرہ چمکتا ہوا نمایاں ہے۔ ۱۹۷۰ء کا دور تشویش ناک تھا مارکس اور لینن وغیرہ یہودیوں کا ابلیسی نظام نافذ کرنے کا ملک میں نعرہ لگایا گیا۔ ایسے دہشت ناک و یاس کے ماحول میں ایک آواز بلند ہوئی کہ پاکستان سوشلزم کا قبرستان بنے گا جرأت و بسالت سے معمور آواز حضرت شیخ الاسلام کی تھی جس کے پیچھے اسلام کے ساتھ محبت تھی۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے لیے آپ نے عظیم خدمات سرانجام دیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رکنیت قبول فرمائی اور قیمتی مشورے دیے اپنی آمد و رفت کا خرچ یا تنخواہ وصول نہ کی۔

حضرت شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ نے وطن عزیز میں مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور نوجوان نسل میں دینی غیرت، ملی جذبہ اور ایمانی حمیت پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ کی دینی اور قومی ملی خدمات ہمیشہ درخشندہ و تابندہ رہیں گی۔

تقریباً ۷۵ سال تک آسمان رشد و ہدایت پر جگمگاتا اور نور افشانیاں کرتا ہوا۔ یہ ماہ عالم تاب ۲۰ جولائی ۱۹۸۱ء کو ہماری ظاہری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

کرامات

خواجہ خواجگان حضرت

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ رحمت دو عالم ﷺ کی نگاہ عنایت

حضرت خواجہ غلام فخر الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض امور میں مجھے شکوک وشبہات رہتے اور حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی عظمت پوری طرح میرے دل میں نقش نہیں ہوئی تھی ۔ میں سویا ہوا تھا خواب میں دیکھا کہ پاک پتن شریف کا آستان عظمت نشان ہے اور روضہ مبارک کا اوپر والا حصہ خالی ہو چکا ہے اور یہ خبر گرم ہے کہ سرور دو عالم ﷺ کی پالکی مبارک عنقریب روضہ شریف میں اترنے والی ہے ۔ چنانچہ وہ خوشی بھرے لمحات آگئے ۔ اور اس پالکی کو روضہ مبارک کے اندر اترے دیکھا بھی دروازے بند تھے اور اعلان ہوا کہ آپ ﷺ آرام فرما رہے ہیں لہٰذا اندر آنے کی اجازت نہیں ہے۔ تھوڑی دیر بعد بہشتی دروازہ کھلا میں بغیر اجازت اندر داخل ہو گیا دیکھا کہ رسالت مآب ﷺ چارپائی پر محو استراحت ہیں اور سفید چادر ڈال رکھی ہے۔

چار آدمی آپ ﷺ کے پاؤں مبارک دبا رہے ہیں جن میں سے ایک حضور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جب میں اندر داخل ہوا تو آپ ﷺ نے سر ناز کو بلند فرمایا مگر پاؤں مبارک اسی طرح دراز تھے ۔ ابروؤں کے اوپر ہاتھ مبارک

Scanned with CamScanner

رکھ کر مجھے غور سے دیکھا اور میں نے خیال کیا کہ میری یہ جسارت آپ ﷺ کو پسند نہیں آئی میں واپس لوٹنے لگا تو حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بھائی فخر الدین تو بیٹھ جا۔ اس دن معلوم ہوا آپ رحمتہ اللہ علیہ کو بارگاہ رسالت میں کس قدر رسائی ہے۔

(ضیائے حرم شیخ الاسلام نمبر ص ۹۹)

تبصرہ:

جس دل میں محبت مصطفیٰ ﷺ نہیں اس کا ایمان نہیں کسی بندے کا ایمان محبت رسول ﷺ کے بغیر نہ ثابت نہ مقبول۔ یہی وجہ ہے کہ حضور خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کی پوری زندگی محبت رسول ﷺ، عشق رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ سے عبارت ہے۔ ان کی زندگی مبارک کا لمحہ لمحہ، ایک ایک سے لمحے محبوب خدا کی چاہت سے لبریز ہے جس پر کئی واقعات و مشاہدات دلالت کرتے ہیں کہ پیر سیال لجپال کو محبوب خدا ﷺ کی گلی کوچوں، وہاں دوڑنے والے کتوں کے قدموں کی خاک آنکھوں کی ٹھنڈک اور سکون کا باعث ہے۔ اس لیے نگاہ نبوی ﷺ کا خصوصی فیض پیر سیال لجپال غریب نواز کو حاصل ہے۔ کئی دفعہ آقا ﷺ کے پائے ناز اس بستی میں لگے ہیں، کئی بار شیخ الاسلام والمسلمین رحمتہ اللہ علیہ کو زیارت سے مشرف فرمایا ہے اے نیک بخت یہ سعادتیں ہر شخص اور ہر ولی کے پیر کے حصہ میں نہیں آتیں جو اللہ تعالیٰ اور نبی مکرم ﷺ کی طرف سے ہمارے پیر و مرشد پر ہیں۔ حضور ﷺ جس طرح خواب میں جمال جہاں آرا دکھاتے ہیں۔ وہ ظاہری طور پر بھی تشریف لاتے ہیں۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ ایک عظیم مسلم سپوت ہے جن کی شخصیت ایک مکمل اور مستند اور پکی پکی ہے۔ 75 بار جنھیں آقا ﷺ کی

Scanned with CamScanner

زیارت ہوئی فرماتے ہیں۔

اپنی امت کے اعمال پر نگاہ رکھنا، ان کے گناہوں کے لیے استغفار کرنا، ان سے بلا دور ہونے کی دعا کرنا، زمین میں اِدھر اُدھر آنا جانا۔ اس میں برکت دینا اور اپنی امت میں کسی نیک آدمی کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہونا، یہ چیزیں حضور ﷺ کا مشغلہ ہیں۔ جیسے کہ اس کے متعلق احادیث اور آثار آئے ہیں۔ (انتباہ الاذکیاء)

حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ جب اندر مکان میں زیارت کر کے واپس لوٹنے لگے تو آنحضرت ﷺ نے سر مبارک کو بلند فرمایا اور دیکھا تو یہ نگاہ بھی محبت کی تھی، عطا کی تھی۔ سکون اور اطمینان کی تھی۔ اور جب شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بھائی فخر الدین بیٹھ جا گویا تیرا اور تیرے بھائی کا مقام دوسروں کی طرح نہیں۔ ہم نسبت پیر سیال رکھنے والوں پر خصوصی کرم نوازیاں ہیں۔

بشارت مصطفیٰ ﷺ خاندان پیر سیال لجپال اور متعلقین کیلئے کئی بار مل چکیں ہیں۔ اس بات کا بھی پتہ چلا اس روایت سے کہ دستگیر جہاں ﷺ کی بے پایاں سمندر رحمت سے وافر مقدار میں پیر سیال لجپال کو خیرات ملی ہے۔

یہ آستانہ عالیہ انشاء اللہ حبیب خدا عزوجل کی رحمت کے صدقے قیامت تک آباد و شاد رہے گا۔ عشق نبی ﷺ کی دولت سے تشنگان معرفت سیراب ہوتے رہیں گے۔ لاکھوں نعلین حضور ﷺ کیلئے ترستے ہیں، ہم تاجدار کہلائیں مگر قربان جائیں ادھر بے مثال دونوں جہاں کی سعادتیں پائے ناز کو ہاتھ لگانے سے خوشی خوشی گلے مل رہی ہیں۔

Scanned with CamScanner

خدا اُن کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محو لقائے محمد ﷺ

۲ ہینڈ بریک ضرور لگایا کرو

حضرت ڈاکٹر تسخیر احمد (مرحوم) سابق منتظم اعلیٰ دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف ضلع سرگودھا فرماتے ہیں۔ دسمبر 1947ء میں کرسمس کی چھٹیوں میں بال بچوں سمیت کراچی سے بذریعہ کار پنجاب آرہا تھا۔ رحیم یار خان رات رہ کر صبح صادق سے پہلے کچھ سفر شروع کیا جی ٹی روڈ کچھ خراب تھا۔ اس لیے ہم نے نہر کی پٹڑی کے ساتھ روڈ کو اختیار کیا نماز صبح کا وقت ہوا تو کار نہر کی پٹڑی پر کھڑی کی اور وضو کیا میں نے بچوں کو تولیہ لانے کیلئے آواز دی دونوں بچے (عمر 11 سال اور 15 سال) کار کی طرف بھاگے دروازہ کھول کر اندر سے تولیہ نکالنے لگے تو کار نہر کی طرف پھسلی اور پانی میں جا گری ہم نے بھاگ کر دروازہ کھولا اور بچوں کو خیریت سے باہر نکالا مگر کار کے اندر سارا پانی بھر گیا تھا۔ نماز ادا کی پھر پیر سیال کے وسیلہ سے رقت کے ساتھ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس حادثہ میں مدد فرمائے۔ وہاں سے جی ٹی روڈ ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر گذر رہی تھی۔ ڈرائیور نے کہہ دیا آپ بچوں کو لے بڑی سڑک پر جائیں اور کسی بس میں جگہ لے کر باقی سفر طے کریں مگر میں مصلے پر پڑھتا رہا یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا ایک فوجی جیپ اور اس کے پیچھے ایک ٹرک جس پر بھاری سامان اٹھانے کی مشین لدی ہوئی ہے نہر کی سڑک پر آرہا ہے۔ فوجی کرنل نے جیپ کھڑی کی اور پوچھا کیا ہوا ہے؟

Scanned with CamScanner

ہم نے اسے واقعہ بتایا تو چند منٹوں میں کرین کے ساتھ ہماری کار کو پکڑا اٹھایا اور نچوڑ کر باہر خشکی پر رکھ دے اور چلا گیا۔ ہم نے اس غیبی مدد پر اللہ کا شکر ادا کیا ہمارے ڈرائیور نے بتایا انجن پانی میں ڈوب گیا ہے۔ اس کا سٹارٹ ہونا مشکل ہے میں نے گاڑی کو دھوپ میں کھڑا کر کے خوب خشک کروایا اور انجن سٹارٹ کیا تو وہ ہو گیا۔ ہم نے سوار ہو کر سفر شروع کیا میں نے ڈرائیور کو کہا بجائے گھر بھیرہ جانے کے سیال شریف حاضری دیں گے۔ ہم دو تین بجے دوپہر سیال شریف پہنچے نماز ظہر ہو چکی تھی۔ اور حضرت صاحب خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ مسجد میں تشریف فرما تھے میں نے سلام عرض کیا۔ اور قدم بوسی کی تو قبل اس کے میں کچھ عرض کرتا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

"کار کو جب نہر کی پٹڑی پر کھڑا کرنا ہو تو ہینڈ بریک ضرور لگایا کرو دیکھتے ہو تھوڑی سی بے احتیاطی نے ہمیں کتنی فکر میں ڈال دیا۔

(شیخ الاسلام نمبر 106)

تبصرہ:

قمر الملت والدین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا "لوگ اس چکر میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کا کتنا مرتبہ ہے؟ اور میں اس خیال میں ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی امت کا کتنا مرتبہ ہے؟ (ضیائے حرم) پھر عام امت میں سے محبوبانِ خدا کا مقام و شان کا عالم کیا ہوگا؟ امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت وقال الذی عندہ علم من الکتب (۲۷، ۳۹) کے تحت فرماتے ہیں تو جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی سمع بن جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آواز کو سن لیتا ہے اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ بندہ آسان و مشکل اور نزدیک و دور کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

آپ اولیاء میں سے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کائنات میں تصرف حالات و واقعات اور غیب کی باتوں کو بیان کرنے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ اس لیے سورج کی طرح واضح ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جو فرمایا ہینڈ بریک لگایا کرو ہمیں فکر میں ڈال دیا قصہ مختصر پیر سیال لجپال کا مرید جہاں ہوا سے خبر ہوتی ہے۔ اس کے حال سے واقف ہوتے ہیں۔ ان کی پریشانی سے لجپال بھی پریشان ہوتے ہیں جو شفقت مرید کے بارے پتہ دیتی ہے پھر اس تکلیف کو روحانی کمالات سے دور فرماتے ہیں۔ پھر بتا بھی دیتے ہیں کہ مرید کو حوصلہ اور تسلی رہے کہ آئندہ بھی مت گھبرانا۔

دشمن بھی جو چاہے تو میری چھاؤں میں بیٹھے
میں ایک گھنا پیڑ سرِراہ گذر ہوں

۳ ﴿اللہ تعالیٰ اور پیر سیال کے سپرد﴾

مولوی محمد اکبر خان لکھتے ہیں۔ میں ۱۵ جمادی الاول ۱۳۸۶ء کو اپنے اہل وعیال کو اقبال کالونی گجرانوالہ متصل ریلوے سول لائن میں چھوڑ کر خود حضرت علامہ قاضی نور احمد مہتمم سراج العلوم جامع نوریہ رضویہ کے پاس ڈھہ شریف تحصیل تلہ گنگ چلا گیا۔

روانگی کے وقت بچوں نے کہا ابا جان آپ ہمیں اجنبی جگہ میں کس کی حفاظت پر چھوڑ چلے ہیں جبکہ یہاں ہمارا کوئی واقف نہیں ہے۔ تو میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا۔

"میں آپ سب کو اللہ تعالیٰ اور پیر سیال لجپال کے سپرد کر چلا ہوں"

میرے اہل خانہ اس نام سے بالکل واقف نہ تھے میں سفر پر روانہ ہو گیا

Scanned with CamScanner

بعد میں معلوم ہوا کہ رات 12 بجے کر 25 منٹ پر دروازہ کھٹکا تو گھر والی نے اٹھ کر باہر دیکھا ایک بزرگ دروازے کے اندر چکر لگا رہے ہیں۔ کہتے ہیں نصر من اللہ و فتح قریب

گھر والی یہ دیکھ کر پریشان ہوگئی نیچی نگاہ کیے ہوئے بزرگ نے فرمایا میری بیٹی اور بچو پریشان نہ ہو، میں پیر سیال لجپال محمد قمر الدین ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے تمھاری مدد کیلئے بھیجا ہے۔ مولوی محمد اکبر سفر پر جاتے ہوئے اپنا گھر اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر اور میرے سپرد کر گئے تھے۔ جب تک وہ واپس نہیں آتے مجھے اپنے مریدوں کی حفاظت کرنا ہوگی۔

چنانچہ وہ بزرگ اسی طرح تین دن تشریف لاتے رہے نظام مصطفیٰ کے قیام کی تحریک کے زمانے میں حضرت شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ گجرانوالہ تشریف لائے تو صوفی عبد الرشید کے گھر میں قیام فرمایا وہاں میرے اہل و عیال بھی زیارت کیلئے آئے۔ اہلیہ نے کہا خدا کی قسم یہ وہی بزرگ ہیں جو ۱۵ جمادی الاول کو ہمارے گھر کی حفاظت کے لیے تشریف لائے تھے۔

(نور النقال فی خلفائے پیر سیال جلد ۴)

تبصرہ:

خاصانِ خدا سے امداد و استغاثہ چاہنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے ان کے وسیلہ سے پریشانیاں اور مشکلیں ٹلتی ہیں۔ جب اس مرید صادق نے مدد کیلئے پکارا تو "ایسا مرشد ہووے باہو جہڑا لوں لوں وچ وسے ہو" کی طرح خواجہ غریب نواز کو پتہ چل گیا کون دکھ میں ہیں؟ پھر جو سپرد کیا تھا وہاں پہنچ گئے جس طرح آقا ﷺ کو امتی پیارے ہیں اسی طرح پیر سیال لجپال کو تمام مریدین پیارے ہیں چاہے کوئی امیر ہے یا گدا سب اسکی نظروں میں برابر ہیں یہاں یہ بات نہیں

Scanned with CamScanner

میں کوجھی میرا دلبر سوہنڑا
میں کیونکر اس نوں بھانواں ہو

یہاں تو گندے اور کیچڑ لگے افراد کو سینے سے لگایا جاتا ہے۔ اس لیے تو لجپال کہا جاتا ہے حضور شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ وہاں جتنے دن مرید نہیں آیا حاضر ہو کر زخمی دل پر تسکین کا مرہم رکھتے رہے تا کہ بچے اور گھر والے پریشان نہ ہو کوئی یہ نہ کہے چوکیدار بنے رہے نعوذ باللہ بلکہ لجپالی کرتے رہے۔

اب یہ بھی نہیں کہ ہر روز سیال شریف سے وہاں جاتے ہوں گے۔ اگر جانا چاہیں تو بھی ٹھیک ہے لیکن ولی کامل کو مثالی وجود حاصل ہوتے ہیں چاہے وہاں جائے یا یہاں موجود رہ کر وہاں بھی موجود ہو اور مثالی جسم سے مقیم ہو کر تحفظ فرمائیں جتنا کوئی کامل ہوتا ہے اتنے زیادہ وجود حاصل ہوتے ہیں۔

اس کے لیے فقیر کا رسالہ (مقام غوثیت: خواجہ شمس العارفین رضی اللہ عنہ کی حیات جاوداں کا ایک ورق) مطالعہ فرمائیں۔

۴ ﴿روتا ہوا ہنس پڑا﴾

محمد عبداللہ منشی ساکن پوہلہ ضلع سرگودھا کا بیان ہے۔ (راقم الحروف پوہلہ شریف میں جمعہ پڑھاتا ہے مذکور مرید صادق سے ملاقات ہوتی ہے۔ اور کئی ملاقات میں پیر سیال لجپال کے گھرانے کا ذکر ہوتا ہے۔ ان کی کرامات وصفات نوک زبان پر رہتی ہیں خود بھی مزا لیتے ہیں اور سننے والے بھی ان باتوں کی چاشنی سے لطف اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو تادیر سلامت رکھے)

ایک دفعہ میری والدہ ماجدہ نے اپنی ساس یعنی میری دادی صاحبہ سے کہا

Scanned with CamScanner

کہ لڑکا بہت روتا ہے سیال شریف جا کر اس کے لئے تعویز لے آؤ دادی صاحبہ سیال شریف روانہ ہو گئیں۔ وہاں پہنچیں تو پیر سیال شکار کے لیے جانے کو تیار تھے۔ میری دادی صاحبہ نے تعویز کے لیے عرض کیا تو فرمایا کہ شکار سے واپس آ کر لکھ دوں گا میری دادی نے پیر سیال یعنی حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ سے عرض کی کہ میرا پوتا لگا تار رو رہا ہے۔ ایک منٹ نہیں چپ ہوتا۔ ہم سخت پریشان ہیں، پیر سیال سے کہئے کہ مجھے تعویز لکھ دیں۔ پیر سیال نے اپنی والدہ ماجدہ سے فرمایا اس مائی کا پوتا تو اسی وقت چپ کر گیا تھا۔ جب یہ گھر سے تعویز لینے کیلئے چلی تھی۔

تاہم انھوں نے تعویز لکھ کر دے دیا جب دادی صاحبہ گھر پہنچی تو میری والدہ نے انھیں بتایا کہ جب آپ گھر سے چلیں بچہ فوراً چپ کر گیا تھا اس کے بعد بالکل نہیں رویا ٹھیک ہے۔ (ضیائے حرم)

تبصرہ:

اس روایت سے جو اخلاقی سبق ملتا ہے پہلا درس یہ ہے کہ جب بھی کوئی تعمیر، مصیبت اور مشکل مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو صحابہ کرام آپ ﷺ کی بارگاہ ناز میں حاضر ہوتے اور اپنا مدعا پیش کرتے تھے۔ پھر نبی کریم ﷺ شفقت و مہربانی سے ان کی حالت زار کو سنوار دیتے۔

اس لیے آج تک اللہ تعالیٰ عزوجل کے پیاروں کے حضور حاضر ہو کر لوگ اپنی کہانی سنا کر مصیبت زدہ حالت کو تبدیل کرتے کیونکہ نیکوں کی دعائیں خدا کے حضور مستجاب ہوتی ہیں۔ بچہ مسلسل رو رہا تھا تو مخلص خادمہ حاضر خدمت ہو کر تعویز کا مطالبہ کرتی ہے تعویزات جائز ہیں جب عبارت شرکیہ الفاظ والی نہ ہو اور دینے والے کی ذات کا فیض بھی شامل ہوتا ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ ہو تو پھر بہت

Scanned with CamScanner

فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ شکار کے لیے تیار تھے۔ آپ کی زندگی پوری کی پوری احکامات و شریعت کی اتباع میں گذری شکار کرنا حظِ نفس یعنی دل کی خوشی کیلئے اور دنیاوی مقصد کے لیے نہ تھا بلکہ ہر وقت شوقِ شہادت میں خود کو سر بکف رکھتے تھے۔ نشانہ بازی کی مشق اور پھر گھوڑ سواری کا مشغلہ فقط ذوق شہادت کی تسکین تھا۔ جب ایسا اخلاص ہو تو سبحان اللہ۔

یہی وجہ تھی کہ مختلف اقسام کی رینگلیں اور گھوڑے محبت کے ساتھ رکھتے تھے دیگر جب والدہ ماجدہ نے حکم دیا تو آپ نے فوراً لکھ دیا ماں کا ادب حکم ربانی، حکم رسول ﷺ اور حکم صوفیا ہے۔ جب بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ باہر سے آتے تو سیدھے اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے قدموں میں سر رکھ دیتے اور اپنی ناکردہ خطاؤں کی معافی چاہتے۔ والدہ ماجدہ کو اس عظیم سر کے تقدس کا پورا پورا احساس تھا وہ فرماتیں مجھے گناہ گار کیوں کرتے ہو۔

اے مرید اپنے مرشد کے اعمال کا توجہ سے مشاہدہ کر اور والدین کے قدموں میں جھک کر رہے ماں کا ادب بدرجہ اولیٰ مقدم اور ضروری ہے۔ ان کے احترام و تقدس سے منہ موڑ کر کوئی بھی عبادت و شب بیداریاں نتیجہ خیز نہیں بنا سکتا لہٰذا نسبت پیر سیال لجپال والے ان مقربان الٰہی ہستیوں کی زندگیوں سے سبق حاصل کر کے خدا و رسول ﷺ کے فیض عمیم اور سخاء عظیم کو دامن میں سمیٹ سکتے ہیں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا فرمانا کہ جب یہ گھر سے چلی تھی تو بچہ خاموش ہو گیا تھا جس سے اس حقیقت سے پردہ اٹھتا ہے کہ ہمیں کائنات حسن ناخن، حسن ہتھیلی کے نظر آتی ہے۔ کوئی جہاں بھی ہو محبت جیسے بھی ہو ہم اس کو نظر میں رکھتے ہیں اور توجہ روحانی رہتی ہے۔

Scanned with CamScanner

۵ (سفارش کرنے آرہے ہیں)

حضرت مولانا کمال الدین سیالوی پنڈی سید پور تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم کا بیان ہے۔ میں نے کچھ عرصہ دینی مدارس میں تعلیم حاصل کی تھی لیکن کسی مرشد کامل کی بیعت نہیں کی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر کوئی اللہ کا بندہ ملتا تو اسے تنقیدی نگاہ سے دیکھتا۔ ایک مرتبہ عشاء کی نماز پڑھ کر سو گیا آدھی رات ڈھل چکی تھی کہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ قیامت قائم ہے۔ حساب کتاب شروع ہے جب میری باری آئی تو نیکیاں بہت کم اور برائیاں بہت زیادہ، فیصلہ ہوا اسے دوزخ میں لے جاؤ۔ یہ سن کر میں نے زاروقطار رونا شروع کر دیا ایک طویل اقامت نوجوان نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کیوں روتا ہے؟ میں نے کہا دوزخ میں لے جانے کا فیصلہ ہونکا ہے سوائے رونے کے اور چارہ بھی کیا ہے؟ اس دراز قد نوجوان نے کہا گھبراؤ مت وہ دیکھو تمھارے مرشد کامل پیر سیال لجپال تیری سفارش کیلئے تشریف لا رہے ہیں جب میں نے دیکھا تو حضور شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے۔

خواب سے پہلے حضور شیخ الاسلام کی زیارت کی تھی نہ سیال شریف کو جانتا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے فرشتوں سے کہا کہ اسے چھوڑ دو یہ نیکیاں کرے گا بس آپ کا یہ فرمانا تھا کہ فرشتوں نے ہتھکڑیاں کھول دیں اور مجھے آزاد کر دیا میری آنکھ کھلی خواب تو خواب تھا۔ لیکن رونا حقیقت تھا کیونکہ آنکھ کھلنے پر آنسوؤں کے آثار موجود تھے۔ اسی صبح پختہ عزم کر لیا کہ جلد سیال شریف پہنچ کر اپنے غم خوار مرشد کی زیارت کروں گا اور بیعت سے مشرف ہوں گا۔ پوچھتے پوچھتے دوپہر کے وقت سیال شریف پہنچ گیا معلوم کرنے سے پتہ چلا کہ حضور پیر سیال لجپال تونسہ شریف گئے ہیں اور واپسی کا کوئی علم نہیں کب تشریف لائیں گے؟

Scanned with CamScanner

دوسری رات سیال شریف میں شمال کی جانب کھلی فضا میں سویا ہوا تھ
اکہ اچانک کسی کی آواز سنی کہ تیرے مرشد کریم تشریف لائیں ہیں، میں فوراً
اٹھ بیٹھا اِدھر اُدھر بغور دیکھا کوئی آدمی نظر نہ آیا میں دوبارہ لیٹ گیا تو پھر آواز آئی
کہ تیرے مرشد کریم تشریف لائے ہیں۔ میں اٹھا تالاب پر وضو کیا اور نماز تہجد ادا
کی نماز فجر میں آپ تشریف لائے تو دیکھا وہی دلربا صورت ہے جو رات خواب
میں دیکھی تھی بے اختیار آنسو جاری ہو گئے بعد از نماز بنگلہ شریف میں تشریف
فرما ہوئے دروازہ بند تھا۔ اور میں چند دیگر احباب کے ساتھ انتظار میں تھا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کرم فرمایا اور نماز اشراق کے لیے مسجد میں
تشریف لائے جب اشراق ادا کر چکے تو بیعت کیلئے آگے بڑھا۔ آپ رحمتہ اللہ
علیہ نے مجھے مسجد میں بیعت فرمایا۔ یہ جون 1964ء کا واقعہ ہے۔

(فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد ۶)

تبصرہ:

لفظ بیعت باع، یبیع، بیعا کا مادہ سے ماخوذ ہے اور بیع کہتے ہیں کسی
چیز کو اپنی خوشی اور رضا سے اس کی قیمت کے عوض بیچ دینا تو بیعت کا مفہوم ہوا کہ
اپنی خوشی اور رضا سے بغیر تشدد اور اکراہ و سختی اپنی مال، اپنی جان اور اپنی آبرو اپنے
افکار اور اپنے ارادے اپنے مالک حقیقی اپنے رب جل وعلا کی رضا کے بدلے بیچ
دینا۔ اس کے بعد اپنا کچھ نہیں رہتا سب اسی کا ہو جاتا ہے۔ سارنگی کی بے جان
تاریں ہوتی ہیں روح نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی ان میں زندگی کی علامات نہیں
ہوتیں لیکن جب ایک ماہر مضراب ان خاموش اور بے جان تاروں کو چھیڑتا ہے تو
ان بے روح تاروں سے سریلی صدائیں نکلتی ہیں رنگ برنگ کے نغمے پھوٹتے
ہیں اور سوز و ساز کے رنگین چشمے ابلتے ہیں۔ پیر اپنے مرید کے دل کے خفتہ تاروں

Scanned with CamScanner

کو یوں چھیڑتا ہے کہ اس کے خاموش اور غافل دل سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی صدائے دل نواز بلند ہو یہ بیعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی سنت جو انھوں نے دست ہدایت بخش مصطفوی ﷺ پر کی تھی۔

اس کی وہی شرطیں ہیں اس کی وہیں پابندیاں ہیں اس کی وہی ذمہ داریاں ہیں۔ بیعت کرنے کے بعد انسان سب کچھ فروخت کر دیتا ہے اسے یہ اختیار نہیں رہتا کہ وہ اپنی مرضی سے اپنی ارادے، نگاہ کی حرکت اور دماغ کی سوچیں رکھے۔ بلکہ مالک حقیقی کی رضا کے لیے وقف ہو جاتے ہیں بلند اقبال ہیں وہ لوگ جن کو یہ سعادت نصیب ہو جو لوگ بیعت کرتے ہیں۔ اور اس شرف کی قدر نہیں کرتے۔ وہ اب نماز روزہ وغیرہ کی پابندی سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اگر ایسا کہتا ہے کوئی آدمی تو وہ جھوٹا ہے نادان ہے ناسمجھ ہے۔ خاتم الانبیا ﷺ سے بڑھ کر کوئی پیر نہیں اور صحابہ کرام سے زیادہ کوئی مخلص مرید نہیں لیکن وہاں تو قدم قدم پر شریعت کی پاسداری کا عزم پایا جاتا ہے۔ اس حکایت سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی، ابدی، قدیمی اور سرمدی کے ساتھ ہر شخص کے نصیب کا حصہ رکھ دیا ہے۔ کون کس کی غلامی میں آئے گا؟ کہاں اور کس کے در کی گدائی قسمت میں ہے؟ مرشد کامل ہو تو وہ اپنے مرید کو خود ہی نظارے کرواتا ہے اور ماں کی شفقت کی مانند بلاتا ہے۔ اور کئی کئی پشتوں تک یہ مبارک ہستیاں قبول فرماتی ہیں۔ اس مرید صادق کو اپنے خواب کے ذریعے معلوم ہو گیا کہ دنیاوی زندگی میں بھی شیخ کی نگاہ کرم کے صدقے رنج والم سے نجات ملتی ہے اور روز آخرت میں بھی انہی محبوبان خدا کی شفاعت کے صدقے ہم جیسے گناہ گار دوزخ سے بچ سکیں گے۔

حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حب درویشاں کلید جنت است
دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

ترجمہ: ولیوں کی محبت جنت کی چابی ہے اور ان کا دشمن لعنت کے قابل ہے۔

میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہور کے کجھ نیکی ہوسی تو شہ خرچ قبر دا
مینوں ہو نام تساڈا گہناں روز حشر دا

اشراق کے بعد بیعت فرمایا تو نفل اشراق صوفیاء اولیاء اور بزرگوں کا محبوب مشغلہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا "جو شخص صبح کی نماز باجماعت پڑھ کر طلوع آفتاب تک بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہے۔ پھر وہ دو رکعت نماز (اشراق) ادا کی اس کے لیے حج وعمرہ کا ثواب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سرکار ﷺ نے لفظ تامۃ یعنی کامل تین دن فرمایا۔ ایک سچا صوفی اپنے نبی کریم ﷺ کے ایک ایک حکم پر عمل کرتا ہے کوئی ایسا فعل نہ چھوٹے جس میں سید الانبیاء کی حدیث مبارکہ ہو پھر خواجہ خواجگان حضرت محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ جن کی اک اک ادا سنت مصطفیٰ ﷺ تھی۔ اے الٰہی ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں کروڑوں سلام ہوں۔

۶ ﴿اللہ نے اونچا کیا رتبہ تیرا﴾

خضر وزارت (1946ء) کے دور میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کو کئی مربع اراضی اور لاکھوں روپے کی پیش کش صرف اس لیے کی گئی کہ آپ رضی اللہ عنہ یعنی خواجہ قمر الدین سیالوی "تحریک پاکستان سے الگ تھلگ رہیں اور تمام سرگرمیوں کو

Scanned with CamScanner

چھوڑ کے صرف تسبیح و مصلی کے تقدس کی حفاظت فرمائیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرما بھیجا کہ تحریک پاکستان دو قومی نظریہ پر ایمان کا نتیجہ ہے کہ جس میں نہ صرف میری بلکہ شمولیت حکومت کو بھی ضروری ہے۔ اگر حکومت تحریک میں شامل نہیں ہوتی تو مجھ کو مسلمانوں سمیت روک نہیں سکتی۔ یہ چند مربع اور لاکھوں روپے تو کیا پوری کائنات کو بھی اٹھا کر میرے قدموں میں رکھ دیا جائے تو پھر بھی میرے ایمان کو خریدا نہیں جا سکتا۔

خضر نے جب دیکھا کہ میری کوشش ناکام ہوگئی تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دھمکی دی اور سرگودھا شہر و دیگر علاقوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر پر پابندی لگادی۔ آپ نے پابندی تقریر کی خبر سنتے ہی اعلان کر دیا کہ کل سرگودھا کمپنی باغ میں جلسہ ہوگا۔ دوسرے دن جلسہ گاہ آپؒ کے مریدین اور معتقدین اور کئی دوسرے سامعین جمع ہوگئے۔ جلسہ گاہ میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ حد نگاہ تک لوگوں کا سیل بے کراں نظر آنے لگا۔

غیرت و جرات کے اس بادشاہ نے پھر بڑی شان جلال و عظمت سے اسٹیج پر کھڑے ہو کر زبردست تقریر فرمائی اور خضر کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ

> اللہ کریم کے ننانوے نام ہیں ان میں خضر کا نام نہیں ہے۔ تو دھمکی کس منہ سے دیتا ہے پاکستان اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے نام پر حاصل ہو رہا ہے۔ اور انشاء اللہ پاکستان بن کر رہے گا۔

(شیخ الاسلام نمبر)

تبصرہ:

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے صرف اسی سے ڈرتے ہیں۔ اور کسی سے انہیں خوف و خطرہ نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے اور وہی ان کا کفیل و کارساز

Scanned with CamScanner

ہوتا ہے۔ ان کے مقابل پر چاہے کوئی طوفان آجائے تو وہ اس کو بادِ صبا کو جھونکا تصور کرتے ہیں خداداد مملکت پاکستان اپنی بزرگوں کے دم قدم سے وجود میں آئی ہے پاکستان کے حصول میں جہاں دوسرے صادقین کو کرب و بلا سے گذرنا پڑا وہاں خانو ادہ سیال شریف اور اس عظیم آستانہ کے متعلقین نے بڑی قربانیاں دیں سنیوں کے مرشد شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لیے اپنے تن من دھن کی پروہ کیے بغیر رات دن کئی مشکل مراحل سے گذرے تحریک پاکستان روز وشور سے جاری تھی تو کتنے ظاہری شکل وصورت والے جبے اور دستار والے لوگ بک گئے۔ اور آج وہ قومی ہیرو کہلاتے ہیں۔ وہ برطانوی ایجنٹ اور انگریزوں کے جانثار اور وفادار تھے۔ پیر سیال حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالویؒ نے اس وطن کیلئے کیا کچھ نہیں کیا حکومت برطانیہ کی طرف سے خطابات کو رد کیا زمینوں اور جاگیروں اپنی جوتی کی نوک میں رکھا۔ صرف آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ذات ہی نہیں اس دوقومی نظریہ کے بانی اور تحریک پاکستان کے حامی اور معاون آباؤ اجداد تھے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا پسندیدہ شعر ہے۔

خون دل دے کے نکھاریں گے رخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

ہفتوں اور مہینوں کے حساب سے برصغیر کے دورے کیے کاشانہ اقدس سے حضور کی والدہ ماجدہ رحمتہ اللہ علیہا مسجد میں نماز کے بعد دعا کیلئے ارشاد فرماتیں "دعا کرو میرا قمرالدین خیریت سے واپس آئے لق ودق صحرا، سنگلاخ پہاڑوں، بے آباد میدانوں میں پیر سیال کی گاڑی فراٹے بھرتی رہتی تھی۔ ایک محفل میں حضور نے فرمایا تھا کہ تحریک پاکستان کے دنوں کا یہ سفر ایک لاکھ چوالیس ہزار کلومیٹر سے آگے نکل گیا تھا۔

Scanned with CamScanner

۷ ﴿تیری نگاہ کی بات ہے﴾

حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ پاک پتن عرس شریف پر حاضر تھے۔ایک نالاں عورت کی آواز سنی جو فریاد کر رہی تھی بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹا عطا کیا میں ہر سال اپنے فرزند کو لے کر آپ کے عرس مبارک پر حاضری دیتی رہی۔اب میرا بیٹا پانچ برس کا ہو گیا تھا۔ میں حسب سابق اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوئی مگر بابا تیرے در پر آ کر میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے عورت فریاد کیے جا رہی تھی۔اور مردہ بچے کو اپنے ہاتھوں پہ اٹھائے فریاد کرتے ہوئے گذر رہی تھی۔ جب عورت حضور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ مبارک سے گذری تو آپ نے حجرے سے باہر نکل کر عورت سے پوچھا کیا ماجرہ ہے؟ عورت نے اپنی داستان عرض کی۔تو آپ نے فرمایا کہ بعض اوقات مریض کو غشی ہو جاتی ہے اور گھر والے خیال کرتے ہیں فوت ہو گیا ہے۔پیر سیال لجپال خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دست مبارک سے بسم اللہ پڑھ کر مردہ بچے کے منہ سے کپڑا اٹھایا تو بچے نے آنکھیں کھول دیں۔آپ نے عورت سے کہا بچہ تو زندہ ہے اس طرح بابا فرید الدین شکر رضی اللہ عنہ کو طعنے نہیں دیا کرتے یہ تو جھولیاں بھرنے والی ہستی ہے۔کسی کا دامن خالی نہیں کرتی اس در سے تو بڑے بڑے اولیاء اللہ اپنا دامن مراد بھر کر لے جاتے ہیں۔بچے کو زندہ دیکھ کر وہ عورت انتہائی خوش ہوئی بغیر شک کے بچہ فوت ہو چکا تھا لیکن اپنے وقت کے غوث الاعظم نے نئی زندگی دلوا دی۔ (قمر دو عالم ص ۵۱)

تبصرہ:

اے دوست قمر ذی شان کی نورانی کرنیں بہت زیادہ ہیں۔ ہم جیسے

Scanned with CamScanner

ناقص کہاں جان سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور رحمۃ اللعالمین ﷺ کے فضل و کرم سے مردوں کو جلانا اور زندہ کرنا ان اولیاء کی بے شمار کرامتیں ہیں۔ کبوتر کے تن نازک میں شاہین کا جگر پیدا کرنا، نفس کی موج سے بادصبا کی مانند آرزوؤں کی تکمیل۔ اک نگاہ سے تقدیر کے چاک سینا، اپنی دلکشا صدا سے کوہ و دامن کو سرور انگیز جذبات سے عطا کرنا ان لجپالوں کا مشغلہ ہوتا ہے۔ محبوب سبحانی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

قال اللہ تعالیٰ فی بعض کتبہ یا ابن ادم انا اللہ لا الہ الا انا اقول للشیء کن فیکون و اطعنی اجعلك تقول للشیء کن فیکون

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنی کسی کتاب میں فرماتا ہے اے ابن ادم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں میں کسی شے کو کہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے تو میری اطاعت کر میں تجھے ایسا بنا دوں گا کہ تو کسی چیز کو کہے گا ہو جا تو وہ ہو جائے گی (شرح فتوح الغیب ص ۱۵۱)

مختصراً محبانِ الٰہی اس کی قدرت کی لاتعداد نشانیوں کا مرقع و مجسم ہوتے ہیں۔ یہ سارے اختیارات، کمالات اور اوصاف پروردگار کی طرف سے تفویض ہوتے ہیں۔ ان بزرگوں کے آستانے سلامت رہیں۔ جہاں سے مردہ دلوں کو حیات ابدی کے خزانے ملتے ہیں۔ معرفت الٰہی کے آب زلال سے مخمور آنکھیں جمال الٰہی کو بے نقاب دیکھتی ہیں۔ تن مردہ میں جان ڈالنا پھر مشکل نہیں ہوتا۔ اے اللہ عزوجل تیرے پیاروں کا دامن پکڑا ہے کہ تجھے پالیں ہماری مدد فرما۔

Scanned with CamScanner

۸ ﴿دنیا کے کتے کے آگے ڈالنا﴾

حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ آلومہاروی" کا بیان ہے۔
1970ء کے انتخابات میں ایک شخص کو جمعیت کی ٹکٹ پر کھڑا ہونا تھا اور سرمایہ دار طبقہ سے تعلق رکھتا تھا اس نے جب حضرت خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ سے اس خواہش کا اظہار کیا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ سیٹ تو ہم نے ایک عالم دین کو دے دی ہے چنانچہ وہ ناکام چلا گیا۔

لیکن کچھ دنوں کے بعد تین لاکھ روپے کی خطیر رقم کا ایک چیک لایا اور کہنے لگا حضرت اسے قبول فرمالیں لنگر کے خرچ کے کام آئے گا۔ یہ سن کر آپ طیش میں آگئے اور انتہائی جلال کے عالم میں فرمایا " یہ لے جا یہ بوٹی کسی دنیا کے کتے کے آگے ڈال دینا"۔ (ضیائے حرم)

تبصرہ:

مرد کامل جب تک عشق کی تلوار سے بے سر نہیں ہوتا عاشقوں کے نزدیک وہ کچا ہے جب پیر سیالؒ نے ٹکٹ دے دیا تو واپس لینا ایک قسم کی وعدہ خلافی اور دل شکنی تھی۔ پھر عالم دین کی قدر و قیمت آپ کے نزدیک تمام سے بڑھ کر ہے اے مرید دیکھ اور پیر کی پیاری اداؤں کو اپنا جھوٹ وعدہ خلافی اور لچائی ہوئی نظروں سے دنیاوی ٹھاٹ باٹ کچھ مت دیکھ شریعت کی پاسداری سب سے بڑی کرامت ہے۔ اس پر عمل پیرا ہو کر دنیاوی و اخروی کامیابی کا سہرا پہن۔ اللہ تعالیٰ کے مقربان کے نزدیک دولت مردار سے بھی بدتر ہے کھانا پینا، رہائش، دنیاوی معاملات اور لین دین وغیرہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ سب کچھ ہوں اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہو تو یہ بھی سب عبادت ہے۔ دل کے آنگن میں محبت الٰہی کا

Scanned with CamScanner

بسیرا ہو مثال دست بکار دل بیار ہاتھ تو کام کی طرف دل یار کی طرف ہو لیکن اللہ کے پیارے پھر بھی دنیا سے نفور عشق الٰہی میں رنجور ہوتے ہیں۔ دنیا عاشق کا حجاب ہے محبوب سے۔ پھر ایک صادق کو کب زیب دیتا ہے حدیث مبارکہ میں ہے۔

الدنیا جیفة و طالبها کِلاب و شر الکلاب من وقف علیها.

ترجمہ: دنیا مردار ہے اس کے طالب کتے ہیں اور ان میں بدتر وہ ہے جو اس پر حریص ہو۔

اس لیے سالکین اور عارفین کے راستہ میں پہلا قدم دنیا کو اس کے تمام علاقوں کے ساتھ ترک کر دینا ہے۔ پیر سیال لجپال کا فقر کتنا غیور ہے اسلاف علمائے حق اور اللہ کے شیر ایسے پاک باز اور پاک طینت ہوتے ہیں۔ پیر سیال لجپال کے مریدین کو بھی چاہیے کہ حلال حرام، جائز اور ناجائز کا خیال رکھے در در کی ٹھوکریں دنیاوی لالچ میں نہ کھائے اپنے اندر عزت نفس، خودداری اور خود شناسی کا سوز رکھے پیر سیال کرم فرمائیں گے۔ آج تک بھی یہ استغنا کی دولت وافر مقدار میں جانشین پیر سیال موجود ہے۔ اے اللہ خواجگان چشت کے صدقے پیر سیال کے در کی غلامی تا قیامت رہے۔

۹ ﴿مریدوں کو سنبھالنا﴾

حضور شیخ الاسلام خواجہ خواجگان محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا پہلے ڈھول بجانا درست نہیں کہتا تھا۔ مولوی صاحب حافظ سدید الدین سجادہ نشین مرولہ شریف کی شادی پر ہم گئے وہاں خواب میں دیکھا کہ محبوب کریم ﷺ اپنے امتیوں کو لے کر جنت کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں اور آگے آگے ڈھول

Scanned with CamScanner

بج رہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ پیچھے مڑ کر میری طرف دیکھ کر فرماتے ہیں: قمرالدین! سارے مریدوں کو سنبھال لیا ہے؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جی حضور سنبھال لیا ہے تو آپ ﷺ فرماتے ہیں "دیکھ لینا کوئی رہ نہ جائے جب آپ" بیدار ہوئے تو حضرات معظم آبادی کو حکم دیا کہ ابھی ڈھول کا انتظام کیا جائے۔

(فوز المقال فی خلفائے پیر سیال)

تبصرہ:

اس روایت سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے پیاروں کو آئندہ حالات اور مستقبل کو حال بنا کر ماضی کو بھی حال بنا کر دکھا دیتا ہے۔ چاہے وہ الہامی صورت ہو یا پھر نیند میں بشارت عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ پیر سیال لجپال کو جو اپنے مرید پیارے ہیں ہر وقت ان کی فلاح اور خیر وخواہی کا جذبہ موجود رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقے کے ذریعے اپنے اس ولی کو یہ دکھا دیا کہ پریشان اور خوف نہ کرنا اپنی نسبت جس نے اس آستان والا شان پر قائم کی تو خوف حشر میں مومون رہے گا۔ اس کا کچھ نہیں بگڑے گا جہاں دیدار مصطفیٰ ﷺ ہوگا جہاں شفاعت عظمیٰ کا دروازہ کھلا ہوگا وہاں مرشد عظیم کی بیعت ومحبت بھی رنگ لائے گی۔ رحمت و جنت مقدر بنے گی لوگ تو حسن عمل لا رہے ہوں گے۔ ہم دامن پیر سیال لجپال کو پکڑ کر خراماں خراماں انعامات وکرامات حاصل کریں گے۔ اب یہ کوئی نہ سمجھے کہ عمل کی ضرورت نہیں بلکہ کوشش میں لگا رہے تاکہ پیر و مرشد سے شاباش لے باقی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عافیت ومعافی ہونی ہے وہ چاہے تو عبادتوں کے بغیر بخش دے وہ سب اختیارات کا مالک ہے چاہے تو کئی سالوں کی شب وروز رتجگے کے بدلے پکڑے۔ باقی رہی ڈھول بجانے کی بات تو

Scanned with CamScanner

اس کے جائز اور نا جائز کے بار وضاحت کے بغیر کہتے ہیں۔ کسی حد تک خاص وقت تک جواز ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خود دف سنی ہے اور مروجہ ڈھول کو اسی دف پر مخصوص اوقات میں قیاس کیا جا سکتا ہے۔ پھر یہ خواب میں ڈھول ایک اعلان عید مشکل کشائی ہے۔

اے طالب صادق: جب تمہارے پیر کی تمام عمر اتباع مصطفیٰ ﷺ اور محبت مصطفیٰ ﷺ میں گذری تو ایک سچے واصل کے لیے آپ کی زندگی روشن مینار کی حیثیت رکھتی ہے جس کے مطابق خود کو ڈھال کر اعلیٰ کردار، عمدہ اوصاف، دل آویز خصائل کو اپنا کر محبوبیت کا تاج سر پر رکھ کر منزل مقصود کو پا سکتا ہے۔ تو آیئے آج سے وعدہ کریں کہ ہم پیر سیال لجپال کی تعلیمات کے مطابق زندگی کے لمحات گذاریں گے اور معاشرہ میں ہر طرف خوشیوں کے پھول کھلائیں گے۔

ہر نفس زا نفاس عمرت گو ہریست
گوہر انفاس راضائع مکن

ترجمہ: تیری عمر کی سانسوں میں سے ہر سانس ایک گوہر ہے تو ان نفیس موتیوں کو مت ضائع کر۔

۱۰ ﴿ایک دوسرے سے راضی ہیں﴾

ایک دفعہ حضور شیخ الاسلام سیالوی رحمتہ اللہ علیہ تونسہ شریف کے سجادہ نشین صاحب کی مجلس میں موجود تھے۔ حضرت سجادہ نشین صاحب نے حضور شیخ الاسلام والدین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ سے مخاطب ہو کر فرمایا کبھی حضرت مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے

Scanned with CamScanner

بارے میں سوچا ہے کہ ان کے اختلاف کے بارے میں کیا خیال رکھنا چاہیے؟
حضور شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا حضور سوچا ہے۔

ایک دفعہ نجف اشرف حاضر ہوا مغرب کی نماز پڑھ چکا تھا روضہ مقدسہ سے کسی نے آواز دی۔ محمد قمر الدین اندر تشریف لائیں۔ میں نے سوچا کہ یہاں نامعلوم کتنے قمر الدین ہیں۔ اس لیے میں بیٹھا رہا تھوڑی دیر بعد دوبارہ آواز آئی کہ پیر سیال اندر تشریف لائیں۔ میں نے سوچا کہ نا معلوم کتنے پیر سیال یہاں حاضر ہیں۔ اس لیے میں بیٹھا رہا حتیٰ کہ تیسری دفعہ آواز آئی کہ پاکستان کے شہر سرگودھا کے قریب سیال شریف میں رہنے والے محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ اندر تشریف لائیں میں اٹھا اور روضہ مقدسہ کے اندر داخل ہوا اور اچانک دروازہ بند ہو گیا۔ میں نے اپنے سامنے حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کو دیکھ رہا تھا۔ میں نے قدم بوسی کی گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔

اسی دوران میں نے عرض کیا آپ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلاف کا کیا بنا؟ حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنگی کاروائیوں کے بعد میں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں بارگاہ رسالت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور سید عالم ﷺ نے ہم دونوں کی صلح کرادی اور ہم دونوں بھائی بھائی ہیں۔ دراصل میں حق پر تھا اور امیر معاویہ میں بھی فرق یہ تھا کہ مجھے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اور اس لیے میں قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ جلدی نہیں کر سکتا تھا۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جلدی تھی۔ بہر حال اب ہم دونوں ایک دوسرے سے راضی ہیں۔

واقعہ سننے کے بعد حضرت سجادہ نشین فرمانے لگے کہ یہ واقعہ خواب کا ہے یا بیداری کا حضور شیخ الاسلام سیالوی رحمتہ اللہ علیہ ۔ عرض کیا۔ غریب نواز جس

Scanned with CamScanner

طرح اب خواب میں باتیں ہو رہی ہیں، اس طرح خواب میں وہاں باتیں ہو رہی ہیں۔ (حضرت شیخ الاسلام بحیثیت خیر الانام صفحہ ۲۵)

تبصرہ:

قوم عاد، ثمود، لوط اور قوم نوح نے صرف اپنے اپنے ایک رسول کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا انھوں نے سارے پیغمبروں کا انکار کیا اسی طرح ایک صحابی یا اہل بیت کے فرد کا انکار تمام صحابہ کرام اور اہل بیت کا انکار ہے۔

آج اس نازک مسئلہ پر ہر نتھو خیرا دلائل دیتا ہے اور بحث و مباحثہ کرتا ہے۔ حالانکہ ان مسائل اور تاریخ سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ آہستہ آہستہ بال کی کھال اتارنے کے چکر میں مفکر اعظم کہلوانے کے شوق میں دور غلط رہوں پر نکل کھڑے ہوتے ہیں۔

کوئی کہتا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے بزدلی دکھائی تو کوئی کہتا ہے کہ اس صلح کے وقت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کیا ہو گیا تھا وہ خاموش کیوں رہے؟ اپنے بھائی کو کیوں نہ سمجھایا پھر کوئی کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اتنا لڑ کر پھر امیر معاویہؓ سے صلح کر لی یہ مصیبتوں کی جڑ ہے۔ کوئی کہتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کو گورنر نہ بناتے تو شوق حکومت پیدا نہ ہوتا۔ بہر حال یہ بات چلتے چلتے اللہ تعالیٰ کی ذات اعلیٰ تک پہنچتی ہے۔ جس سے اسلام کی کشتی ڈوب جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ نبی بھی بغض معاویہ رضی اللہ عنہ کا شکار ہیں۔

لہٰذا اس مسئلہ کا حل ہمارے پاس موجود ہے کہ حضور ﷺ کے تمام صحابہ تمام اہل بیت کے نفوس قدسیہ ازواج مطہرات سے محبت ہی ایمان ہے ان سے بغض اور عداوت گمراہی ہے۔ یہی عقیدہ حسین و دلکش ہے صراط مستقیم ہے یہ وجہ

Scanned with CamScanner

ہے کہ پیر سیال لجپال کے صدقے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ آقا دو عالم ﷺ کی مہربانیاں خلفائے راشدین کی نوازشیں اور حسنین کریمین رضوان اللہ اجمعین کی بشارتیں دلالت کرتی ہیں۔ جس کے ہاتھ پیر قمر کا دست مبارک ہے وہ جید ہے ہر اوج سے اونچا اس کا ستارہ ہے گلستان دنیا میں فصل بہاری مقدر ہے اور آخرت میں ہنستا مسکراتا رحمت الٰہی میں ہے۔

کسی نے عبداللہ بن مبارکؒ سے پوچھا کہ اے ابوعبدالرحمٰن معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیزؒ میں کون افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک کا غبار جو حضور ﷺ کے ساتھ جہاد کے موقع پر واقع ہوا، وہ عمر بن عبدالعزیز سے ہزار گنا زیادہ اچھا ہے۔ حضور شیخ الاسلامؒ پر حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی خصوصی عنایات تھیں۔ کئی دفعہ زیارت ہوئی تو کمال محبت وشفقت فرمائی کندھے پر تھپکی سے شاباش دی تو استاذی المکرم قاری غلام احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے ایک دفعہ بتایا کہ آپؒ نے ساہیوال کے قریب تقریر میں فرمایا کہ اب بھی کسی نے پنجہ شیر خدا دیکھنا ہو تو دکھا سکتا ہوں، پھر کبھی نام نہ لیا قصہ مختصر اے مرید با صفا اس نسبت کو مضبوطی سے تھام لے جنت کے جھروکوں سے حوریں تمھیں شاد ہو کر دیکھتی ہیں تجھے یہ شجرہ کبھی نیچا نہ دکھائے گا۔ دھوپ محشر کی وہ جاں سوز قیامت میں بھی مطمئن رہو گے کیونکہ تمھارا پلا بھاری ہوگا۔ اللہ کرے نزع میں گور میں میزان پہ اعلیٰ نسبت نہ چھوٹے یہی شفاعت نگر ہے سیدھی ڈگر ہے ارے کہاں یہاں اگر نگر ہے۔ جب میرا پیر قمر ہے۔

امام اعظم رضی اللہ علیہ اپنی کتاب فقہ اکبر میں فرماتے ہیں" **فنحبهم جميعا ولا نذكر الصحابة الا بخير** "ترجمہ: ہم اہل سنت تمام صحابہ سے محبت کرتے ہیں اور انھیں بھلائی سے یاد کرتے ہیں اس کی شرح میں ملا علی قاریؒ"

Scanned with CamScanner

فرماتے ہیں۔

"وان صدرمن بعضهم بعض ماصدرفی صورة شر کان عن اجتهادولم یکن علی وجه فساد"

اگرچہ بعض صحابہ سے وہ چیزیں صادر ہوئیں جو بظاہر صورت شر ہیں لیکن وہ سب اجتہاد سے تھیں، فساد سے نہ تھیں۔

بندۂ پروردگارم امت احمد نبی
دوست دار چار یارم تابع اولاد علی
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل
خاک پائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی

(تمت بالخیر)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner